امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت

اردو

جلد 2 ذی الحجۃ 1434ھ بمطابق اکتوبر، نومبر 2013، شمارہ 8

2014 میں غاصب فوجوں کی انخلاء کا اعلان اور پس پردہ امریکی عزائم

سیاف کے بیان پر امارت اسلامیہ کے ترجمان کا ردعمل

ابو رغال کا نیا روپ

کابل اور واشنگٹن کے درمیان اختلافات

700 اڈے خالی کرنے کے پس پردہ عوامل۔؟

طورخم اڈے پر حملہ اور میڈیا کی حقائق سے چشم پوشی

میں نے زور سے کلمہ پڑھا اور اس کے سر پر کلہاڑی دے ماری۔

مرتد گستاخ رسول کے قاتل غازی عبدالحمید سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی درداءرضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ یقول انا اللہ لا الہ الا انامالک الملوک وملک الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکہم علیہم بالرحمۃ والرأفۃ.وان العباد اذاعصونی حولت قلوبہم بالسخطۃ والنقمۃ فساموہم سوء العذاب فلا تشغلو اانفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشغلوا انفسکم بالذِکر والتضرع کی اکفیکم ملوککم ۔[رواہ ابونعیم فی الحلیہ]

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود ومالک نہیں، میں حکمرانوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں ۔بادشاہان عالم کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، [اور میرا قانون ہے کہ] جب میرے بندے میری اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے حکمرانوں کے دلوں کو رحمت وشفقت کے ساتھ ان بندوں پر متوجہ کردیتاہوں اور جب بندے میری نافرمانی کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں تو میں ان کے حکمرانوں کے دلوں کو خفگی اور عذاب کے ساتھ ان بندوں کی طرف موڑلیتاہوں پھر وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں ۔پس تم اپنے کو حکمرانوں کے لئے بددعا میں مشغول نہ کرو بلکہ اپنے کو میری یاد میں اور میری بارگاہ میں الحاح وزاری میں مشغول کرتا کہ تمہارے لئے کافی ہوجاؤں، حکمرانوں کے عذاب سے نجات دینے کے لئے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 2 ذی الحجۃ 1434ھ بمطابق اکتوبر، نومبر 2013ء شمارہ 8

مدیر اعلیٰ : ولید افغان

نائب مدیر : سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

رابطہ کے لیے برقی پتہ:

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:

www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک ......40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات ......30 ڈالر

بنگلہ دیش ......28 ڈالر

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

- 2014 میں غاصب فوجوں کی انخلاء کا اعلان اور پس پردہ امریکی عزائم
- مجاہدین کے لئے لائحہ
- سیاف کے بیان پر امارت اسلامیہ کے ترجمان کا ردعمل
- 16 افغانوں کا قتل اور برائے نام سزا
- افغانستان 700، امریکی فوجی اڈے خالی کرنے کے پس پردہ عوامل..؟
- ابو رغال کا نیا روپ
- ادب کا محاذ اور مجاہدین
- مرتد گستاخ رسول کو مارنے والے غازی مجاہد عبدالحمید سے گفتگو
- کابل اور واشنگٹن کے درمیان اختلافا
- جہاد میں جدت کا استعمال
- اربکیوں کا استعمال آخر کب تک
- اتحاد کی خباثتوں سے پردہ اٹھتا ہے.....
- کیا جنگ کے اصل عامل اور فریق امریکی نہیں؟
- یوم آزادی
- طورخم اڈے پر حملہ اور میڈیا کی حقائق سے چشم پوشی
- "روس پریشان ہو گیا ہے"
- قابل نفرت چہرے اور کٹھ پتلی اتحادی
- "بارود بردار" افغانوں اور "پیپر پوش" امریکی افواج کا معرکہ...؟
- مجاہدین کی عسکری پیش رفت
- مولوی امین اللہ امین شہید رحمہ اللہ کی یاد میں
- جنگی جرائم [ستمبر]
- افغانستان اگست 2013 میں
- ستمبر کے مہینے میں کارروائیوں کا جدول

ڈیزائننگ : سلمان بدر

مدیر اعلی

اداریہ

2014 میں غاصب فوجوں کی انخلاء کا اعلان اور پس پردہ امریکی عزائم

امریکی صدر اوباما نے حال ہی میں منعقد ہونے والے اقوام متحدہ کے عمومی اجلاس (جس میں تقریبا پوری دنیا کے ممالک شریک تھے) سے اپنی خطاب میں کہا کہ وہ 2014 میں افغانستان میں جاری جنگ کو اختتام تک پہنچادیں گے اور اسی سال کے آخر تک افغانستان سے تمام بیرونی متحارب فوجی نکال لی جائیں گی۔

اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امریکا اور نیٹو کے نام سے قائم صلیبی اتحاد افغانستان کے بہادر مجاہدین کے کمر توڑ ضربوں اور غیور افغان ملت کے طویل جہادی مزاحمت اور احساس کے سامنے رسواکن شکست سے دوچار ہوگیا ہے۔ اسی شکست وریخت کی وجہ سے تمام تر بیرونی افواج میں افغان مجاہدین کے ساتھ آمنے سامنے جنگ کا حوصلہ یکسر ختم ہوچکا ہے اسی لئے وہ تیزی کے ساتھ جنگ کے ہر محاذ سے فرار ہو کر اپنے بڑے فوجی اڈوں تک محدود ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن آفرین ہے مجاہدین کی بہادری اور جانثاری پر کہ وہ ان بھگوڑوں کو ان کے فوجی اڈوں میں بھی سکون کا سانس لینے نہیں دیتے۔ ان کا کوئی بھی اڈہ مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں، آئے روز فدائی مجاہدین گروہ در گروہ ان کے "محفوظ" اڈوں پر کامیاب حملے کر رہے ہیں اور دشمن کو ہوشربا نقصانات سے دوچار کرتے ہیں لیکن افسوس کہ غلام میڈیا ان نقصانات کے بارے میں خاموش رہتا ہے، قارئین ان حملوں کی تفصیلات الامارہ ویب سائٹ وزٹ کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

جس وقت افغانستان میں بیرونی غاصبوں کے خلاف جنگ میں تیزی آگئی اور ان کی جانی اور مالی نقصانات میں دن بہ دن اضافہ ہونے لگا اس وقت ان ممالک کو افغانستان کی تاریخ سے سبق لینے، غلط فیصلوں پر نظرثانی اور افغانستان سے دم دبا کر بھاگ جانا چاہئے تھا اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا کہ یہ لوگ اتنے بڑے جانی اور مالی نقصان سے بچ جاتے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا کہ غریب اور نہتے افغانوں کے خلاف بے نتیجہ ظلم وسربریت کو طول دینے کی وجہ سے اتنی جگ ہنسائی بھی نہ ہوتی۔

لیکن بدقسمتی سے ان ممالک کی قیادت اس امریکہ کے ہاتھ میں تھی غصب اور دہشت گردی جس کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور خود کو واحد سپر پاور سمجھنے کی وجہ سے اپنے مادیات، جدید ٹیکنالوجی اور جنگی وسائل پر اتنا مغرور تھا کہ مجاہدین کی طرف سے کئے جانے والے ہلاکت خیز حملوں کے باوجود بھی مجاہدین کو کسی بھی غاصب کے خلاف طویل مدت تک کامیاب مزاحمت رکھنے والی قوت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور پھر امریکہ نے اپنے فوجی جنرلوں کے اعترافات کہ ہم افغان جنگ جیت نہیں سکتے سے جب مجاہدین کو ایک قوت تسلیم کرلیا تب بھی موقع تھا کہ ان کثیر جانی اور مالی نقصانات سے بچنے کے لئے اس جنگ کو بند کرتے ہوئے افغانستان چلے جاتے۔ لیکن افسوس کہ امریکہ کی حریص نظر اس بدترین ناکامی کے دور میں بھی اپنے پوشیدہ اہداف اور امیدوں کے گرد گھوم رہی تھی یہاں تک کہ بات نیٹو کے ٹوٹنے اور ایسی شرمناک شکست تک پہنچ گئی جس کو پوشیدہ رکھنا ناممکن رہا۔

باقاعدہ طور پر جنگ بندی کا اقدام اب بھی اچھا فیصلہ ہے اس سے افغانستان میں موجود بیرونی فوجیوں کی باقی ماندہ تھوڑی سی تعداد کی زندگی بچ جائے گی۔ لیکن اوباما کا اپنے خطاب میں فوج کو متحارب اور غیر متحارب میں تقسیم کرکے کابل ادارے کے ساتھ عنقریب ہونے والے سیکورٹی سٹریٹجک معاہدہ کے ذریعے غیر متحارب فوج کے نام سے چند ہزار فوجی افغانستان میں رکھنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امریکا کے ارادے اب بھی ٹھیک نہیں اور وہ اب بھی اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح اپنے پوشیدہ اہداف کو حاصل کرلے۔ لیکن امریکہ کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ افغان ملت ہر بیرونی فوجی کو غاصب تصور کرتی ہے وہ کٹھ پتلی حکمرانوں کے ساتھ کاغذی کارروائی کے پیش نظر کبھی بھی غاصبوں کی قانونی حیثیت تسلیم نہیں کرتی۔ جب تمام تر اتحادیوں سمیت امریکہ مجاہدین سے مقابلہ نہ کرسکا تو یہ چند ہزار فوجی بھی بہت جلد شکست کا شکار ہوجائیں گے اور آج کی طرح ایک دن دوبارہ اسے افغانستان سے بوریا بستر گول کرکے کوچ کرنے کا اعلان کرنا پڑے گا جو اس موجودہ اعلان کی بنسبت زیادہ شرمناک اور ذلت آمیز ہوگا۔ اب امریکہ کی مرضی ہے کہ وہ اپنے تمام فوجی افغانستان سے نکالتا ہے یا ایک شرمناک اور رسوائی سے بھرپور صورت حال کا سامنا کرتا ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے

لائحہ

(قسط نمبر 7)

گذشتہ سے پیوستہ : قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول وضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہاہے۔ قسط نمبر 7 ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ ہفتم

مجاہدین کے آپس کے معاملات

۴۰۔ مجاہدین پر اپنے گروپ امیر کی اطاعت، گروپ امیر پر ضلعی امیر، ضلعی امیر پر اپنے صوبائی سربراہ صوبائی سربراہ پر تنظیمی رئیس، تنظیمی رئیس پر امام اور نائب امام کی اطاعت واجب ہے۔ بشرطیکہ حکم شرعاً جائز ہو۔

۴۱۔ جس شخص کو کوئی ذمہ داری سونپی جائے اس میں مندرجہ ذیل اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

تدبیر، تقوی، شجاعت، شفقت اور سخاوت، تمام اوصاف والا کوئی شخص نہ ملنے کی صورت میں تدبیر اور تقوی کی رعایت لازمی ہے۔

۴۲۔ عسکری کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ فوجی امور کو آگے بڑھانے کے لیے ہر علاقے کے مجاہدین کی قوت اور جغرافیائی حالات سامنے رکھ کر منصوبے ترتیب دے۔ کامیاب تکنیک اور تجربات سے مزید استفادہ کرے اور مجاہدین تک پہنچائے۔ عسکری کمیشن کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ اگر کسی صوبے میں دشمن کا دباو بڑھ جائے تو اڑوس پڑوس یا دیگر صوبوں کے مجاہدین کو دشمن کی قوت منتشر کرنے اور خاص خاص مقامات پر دباو کم کرنے کے لیے پروگرام ترتیب دے۔ پھر پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مشورہ کی صورت میں قیادت کے سامنے پیش کیا جائے۔ قیادت کی منظوری کے بعد متعلقہ صوبوں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا جائے۔

۴۳۔ عسکری کمیشن تمام صوبوں کے مجاہدین کے حالات سے خود کو باخبر رکھے۔ اہل اور کام میں چستی دکھانے والے مجاہدین کو نظروں میں رکھ کر ان کی بہتر کفالت اور بہتر مستقبل کے لیے قیادت سے ان کا تعارف کرایا جائے۔

۴۴۔ عسکری کمیشن کے اکثر ارکان چونکہ عسکری کمانڈر ہیں تو اس لیے ہر وقت سب کا اکٹھا ہونا مشکل ہوگا، اس لیے بوقت ضرورت جتنے ارکان جمع ہوسکیں وہ اپنا کام جاری رکھیں۔ یا جس طرح کمیشن کا سربراہ مناسب سمجھے آپس میں کوئی ترتیب طے کرلیں تاکہ کاموں میں تاخیر اور رکاوٹیں نہ آئے

۴۵۔ عسکری کمیشن مختلف صوبوں کے سربراہوں سے اپنے جاری منصوبوں کی نگرانی اور فعالیت کے متعلق معلومات طلب کرے۔ اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی، عسکری امور کی بہتر ترقی، مضبوطی اور معلومات جمع کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف صوبوں میں اپنے وفد بھیجے گا۔

۴۶۔ عوامی اور حقوق سے متعلق مسائل کے حل کے حوالے سے اس لائحہ کے مادہ نمبر 62 پر عمل کیا جائے۔ اور اگر عوام اور مجاہدین یا مجاہدین کے آپس میں اس طرح کے مسائل پیش آجائیں جن کا حل کرنا ضلعی یا صوبائی سطح کے کمیشن کی ذمہ داری ہو تو صوبائی کمیشن صوبائی امیر کی اور ضلعی کمیشن ضلعی امیر یا ان کے معاون سے اتفاق رائے طلب کرے گا۔ کمیشن دونوں فریقین کی بات بہت غور سے سنے گا۔ اگر صوبائی کمیشن تنازعہ کو حل کرنے میں ناکام رہا تو وہ عسکری کمیشن سے رجوع کریں گے۔ عسکری کمیشن صلح کروانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ان سے بھی حل نہ ہوسکا تو یہ مسئلہ قیادت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ قیادت متعلقہ اداروں یا علماء کرام کے ذریعے مسئلے کو حل کرے گا۔ جو بھی کمیشن فیصلہ سنائے، فیصلہ سناتے وقت فریقین کا موجود ہونا ضروری ہے۔

جاری ہے۔۔۔۔

***

ذبیح اللہ مجاھد

سیاف کے بیان پر

امارت اسلامیہ کے ترجمان کا ردعمل

گزشتہ روزاستاد سیاف نے کابل میں ایک کانفرنس سے خطاب کے دوران امارت اسلامیہ کے مجاہدین اورملک کی خودمختاری کے لئے لڑنے والے غیورافغانیوں کوغیروں کے آلہ کار،اسلام کی بدنامی کے باعث اور غیرملکی قراردیااور خودکواسلام کاسچاخادم ،ملک کا حقیقی وارث اوروفادارثابت اور متعارف کرایا۔

ہم سیاف کی باتوں کی سختی سے تردید کرتے ہیں،جودلیل اس نے مجاہدین کے بارے میں پیش کی اس کی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں۔افغانستان پرقبضہ روزروشن کی طرح عیاں ہے اوردنیاکے تمام معتمد اسلامی حلقوں کے مطابق یہ واقعی یلغار ہے جواستعماری دنیاکی جانب سے اسلامی نظام اور حق حکمرانی پر کی گئی ہے،سیاف اوراس کے حامی امریکی ڈالرہضم کرنے کے لئے اس طرح کی غیرسنجیدہ باتیں کررہے ہیں جودرحقیقت غاصب قوتوں کے ساتھ براہ راست اورواضح تعاون ہے۔

سیاف نے اپنے خطاب میں امریکہ اوراس کے حامیوں کے خلاف جاری جہاد کوناجائز قراردیا اورخودسمیت تمام حواریوں کوبری الذمہ قراردیاجوگزشتہ کئی سالوں سے قابض افواج کی خدمت میں مصروف ہیں۔

سیاف کوبتاناچاہیے کہ ہمارایقین ہے کہ امریکی قابض افواج کافرہیں،حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اوراب توانہوں نے یہودیت اورنصرانیت سے بھی انحراف کیاہے،افغانستان ہماراگھراوراسلامی ملک ہے،امریکیوں نے ہماری سرزمین پرفوج کشی کی اوریہاں ایک لاکھ سے زائد مسلح فوجیں،ٹینک،فوجی گاڑیاں،جنگی طیارے اوردیگرسازوسامان لایا،قرآن اورحدیث کی روشنی میں فقہ کاواضح حکم ہے کہ اگرکافرمسلمان ملک پرحملہ کریں توجہادفرض عین ہوجاتاہے اورفرض عین سے انکارکرناکفرہے۔

اس موضوع[جہاد]کے بارے میں اللہ تعالی کاارشادہے۔

١. ﴿يَٰأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ قَاتِلُواْ الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُواْ فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴾ [التوبة: ١٢٣].

٢. ﴿وَقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ﴾[البقرة: ١٩٠].

٣. ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّه﴾[الانفال: ٣٩].

٤. ﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾[الحج:٣٩].

٥. ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ٢١٦].

قرآن پاک کی یہ تمام آیات مسلمانوں کوکافروں کے ساتھ لڑائی پرابھارتی ہیں اوران آیات میں یہ استثنی نہیں کہ اگرامریکی افغانستان آئیں اورسیاف ان کے ساتھ ہو توجہادفرض نہیں ہوگا۔ جہادتاروزقیامت مسلمانوں پرایک فرض ہے اوراستعماری قوتوں کی جانب سے مسلمانوں پرمظالم کے خلاف موجودہ حالات کے مطابق مرد،عورت،آزاداورغلام سب پرجہادفرض عین ہوجاتاہے۔

سیاف نے خوداورکرزئی حکومت کے تمام اہلکاروں اورحکام کوحق پرسمجھااورمجاہدین کے خلاف جنگ کوجائزقراردیاجبکہ صورتحال یہ ہے کہ وہ سب قابض کافروں کے حامی اوران کے ساتھ عملاتعاون کررہے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالی نے متعددآیات میں مسلمانوں کوکافروں کے ساتھ تعاون کرنے سے منع کیاہے،اللہ تعالی سورۃ ھود کی آیت نمبر113میں اللہ تعالی کاحکم ہے[ولاترکنواالی الذین ظلموافتمسکم النار-----]اورتم ان لوگوں کی طرف نہ جھکوجنہوں نے ظلم کیاہے کیونکہ پھرتمہیں جہنم کی

آگ پہنچ جائے گی۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ظالموں سے اللہ تعالی کی مراد کفار ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے[والکافرون ھم الظالمون]ایک اور جگہ فرمایاہے[ان الشرک لظلم عظیم]تمام مفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لیکر آج تک سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت[ولاترکنوا۔۔۔۔]کی روشنی میں کفار کی طرف جھکاو،ان کے ساتھ تعاون اوران کی تعداد میں اضافہ کرنا حرام اوراللہ تعالی کی نافرمانی ہے۔

اس آیت[ولاترکنوا۔۔]کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایاہے کہ کفار کی طرف جھکاومت کرنا۔حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:ظالموں [کفار]کے قریب مت جانا۔شیخ نسفی نے تفسیر مدارک جلد2صفحہ 347میں لکھاہے کہ اس آیت میں خطاب ان لوگوں کوہے جوسیاست،خوراک،اٹھنابیٹھنا،لباس اورزندگی کے دیگر شعبوں میں کافروں کے فرماں بردار ہیں۔

سیاف فکری لحاظ سے خود کو جامعۃ الازہر کاطالب علم اور سید قطب شہید کے فکر کاوارث قرار دیتاہے،یہاں پر اس کے لئے سید قطب رحمہ اللہ کافتوی بھی پیش کریں گے جواس آیت کی تفسیر میں لکھا گیاہے۔(ولاترکنوا . . . ولاتستندوا ولاتطمئنوا الی الذین ظلموا . . . الی الجبارین الطغاۃ الظالمین اصحاب القوۃ فی الارض الذین یقھرون العباد بقوتھم . . .) آپ اعتماد نہ کریں ظالموں پر،جابروں پر،طاغوت پر اوران بدمعاشوں پر جوزمین پر اللہ تعالی کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں۔

امریکی قابضین کے کفر میں کوئی شک نہیں اس لیے ان کی طرف جھکنا،ان سے تعاون،ان کی تعداد میں اضافہ اوران کے لئے لڑنا قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں حرام ہے اورجواس راہ میں لڑتاہے یاسیاف کی طرح تبلیغ کرتاہے تواس کی موت،گمراہی کی موت ہوتی ہے۔

ہم ایک بار پھر کہتے ہیں کہ امریکی استعمار ایک طاغوتی قوت ہے،ظالم ہے،جابر ہے،زمین پر فساد برپا کرتاہے اورانصاف کاقتل کرتاہے،فلسطین،عراق،افغانستان،صومالیااورپوری دنیامیں ہر جگہ مسلمانوں پر مظالم ڈھارہاہے،اسلامی ممالک پر قبضہ کیاہواہے،مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کیاہے،قتل عام میں ملوث رہاہے اورہمارے اسلامی ملک پر بھی یلغار کی ہے جس کے خلاف جہاد فرض عین ہے اورجوبھی اس کے ساتھ تعاون کررہاہے قرآن کی روشنی میں اس کاحکم امریکیوں کی طرح ہے اورواجب القتل ہے،سیاف نے کہاکہ طالبان کورقم باہر سے آرہی ہے،سیاف کوہم بتاناچاہتے ہیں کہ جناب ہمارے مجاہدین تنخواہ کے لئے نہیں لڑرہے بلکہ وہ اللہ تعالی کی رضاکے حصول کے لئے جہاد کررہے ہیں اوررازق اللہ تعالی ہی ہے جوتمام مشکلات،رکاوٹوں اور تنگدستی کے باوجوداللہ تعالی انہیں قوت لایموت پہنچارہاہے،الزام توہر کوئی لگاسکتاہے لیکن ثبوت کسی کے پاس نہیں۔

لیکن آپ لوگ گزشتہ بیس برسوں سے دوسروں کے ڈالر،ریال اورپاونڈ ملنے پر ناچتے رہے ہو،تمہارے متعلق کہاجارہاہے کہ اب آپ کوماہانہ چارہزارڈالر تنخواہ دی جاتی ہے اورسب جانتے ہیں کہ یہ رقم امریکہ کے وزارت دفاع اورسی آئی اے کی طرف سے مل رہی ہے اسی لئے توکرزئی انتظامیہ کے سارے عوامی فنڈ انتظامیہ میں بیٹھے بدعنوان اورلٹیرے رہنماوں کی جیبوں میں جارہے ہیں اس لئے انہیں ضرورت ہے کہ سیاف جیسے شخص کودوسروں کے پیسوں سے راضی رکھاجائے۔

چندروز قبل سیاف کے ایک دوست امراللہ صالح نے ایک مصدقہ تحریر شائع کی جس کاعنوان تھا[پول ھای زیرمیزی بہ خاطر گسترش نفوذحامد کرزئی]موصوف جو سیکیورٹی انٹیلیجنس کے وزیر رہ چکے ہیں،نے اس تحریر میں لکھاہے کہ نہ صرف امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں بلکہ ایران،پاکستان،برطانیہ اوردیگر ممالک کی خفیہ ایجنسیاں بھی گزشتہ بارہ برسوں کے دوران حامد کرزئی کومیز کے نیچے سے[خفیہ رقم]دیتی رہیں تاکہ وہ سیاف جیسے درباری شخص کوخوش رکھیں۔

ہم الزام تراشی نہیں کررہے بلکہ ثبوت موجودہیں،اگر تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے کہ مجاہدین کوباہر سے رقم مل رہی ہے توبرائے کرم میڈیاکوثبوت دکھائیں،عوام جانتی ہے کہ دوسروں کے تنخواہ دار مجاہدین نہیں بلکہ خودسیاف ہے۔سی آئی اے کی ٹیم کی ایک اہلکار گری شرون نے اپنی کتاب[پہلی آمد]میں سی آئی اے کی جانب سے تقسیم کی گئی تنخواہ کی

تفصیل لکھی ہے کہ:29دسمبر2001ء میں، میں نے سیاف کو صوبہ پروان کے ضلع گلبہار میں ایک لاکھ ڈالر دیئے، جب ملاقات کے دوران سیاف کے سامنے میز پر ڈالرز سے بھری ہوئی تھیلی رکھ دی تو دوسرے کمانڈروں کے برعکس انہوں نے تھیلی پر جلدی حملہ کیا اور میز سے اٹھا کر بڑی مسرت سے دیکھا اور جب یقین آیا کہ ڈالر ہیں تو پھر اپنے کسی ساتھی کو دیکر ہنستے ہوئے مجھے کہا کہ پہلی بار ہے میں کسی سے نقد رقم وصول کر رہا ہوں۔ اسی طرح سعودی کی خفیہ ایجنسی کے سربراہ سعود الفیصل نے کہا تھا کہ جب بھی میں سیاف سے ملتا ہوں تو بینک چیک بھی اپنے پاس رکھتا ہوں کیونکہ سیاف مجھ سے پیسے لینے کا عادی ہے[کتاب ورداول، مصنف گری شرون، ترجمہ اسد اللہ شفائی]

سیاف نے کہا کہ مجاہدین افغانی نہیں یا دوسروں کے آلہ کار ہیں، سیاف کو یہ بات سمجھ آنی چاہیے کہ افغانیت، آزادی اور غیرت کسی خالی نعرے اور دعوے کا نام نہیں بلکہ یہ سب عملی اقدار ہیں، اہل وطن اور دنیا گواہ ہے کہ طالبان نے قوم کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے آج تک کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا، کسی کی فرمائش، حکمرانی اور قوت اپنے اوپر تسلیم نہیں کی، اسلامی نظام اور ملکی خود مختاری کی خاطر حکومت کی قربانی دی۔

مگر سیاف اور اس کے حامیوں نے کیا کردار رہا، دوسروں کے آگے سر جھکایا، اللہ نے انہیں رسوا کر دیا، جاکر روس کی آغوش میں بیٹھ گیا۔ جس کے خلاف چودہ سال تک مزاحمت کی قیادت کرتا رہا پھر اسی روس کے کولاب اڈے میں مقیم رہا۔ پھر امریکی غلامی کا طوق گلے میں ڈالا۔ امریکیوں نے انہیں لاکر کابل کے تخت پر بٹھادیا۔

سیاف کو اپنے گھر کے تحفظ کا اختیار بھی حاصل نہیں وہ کس طرح آزادی کا دعوہ کر رہا ہے، اگر سیاف خود مختار ہوتا تو سب سے پہلے وہ اپنے گھر سے امریکی سپیشل فورس کے اہلکار ہٹا دیتا جو نصف شب اس کے گھر میں گھس گئے۔

سیاف افغانی غیرت اور جرات کا دعوہ کر رہا ہے، اس نے خود کابل جنگ کے دوران کابل کے مغرب میں ہزارہ قوم سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں مسلمان خواتین کو اغواء کیا، ہزارہ برادری کا قتل فرض عین قرار دیا، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کونسی دلیل ہے جس کی رو سے دو دہائی قبل کابل جنگ کے دوران ہزارہ قوم کے ساتھ جنگ کو آپ نے فرض عین قرار دیا اور اب جارحیت پسند قابض فوجیوں کے خلاف جہاد کو بغاوت قرار دے رہے ہیں؟

ان دلائل کو دیکھ کر ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ کون کیا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ سیاف دوسروں کی صف میں کھڑا، مزدور، گمراہ اور تنخواہ دار ہے یا طالبان؟

ان واضح دلائل اور مصدقہ مشاہدات کے علاوہ کافروں کے ساتھ تعاون کرنا، ان کے مشوروں میں بیٹھنا اور اسلام کے خلاف موقف میں ان کے ساتھ تعاون کرنا، انہیں مشورے دینا، مسلمانوں اور مجاہدین کی جاسوسی کرنا، غلامی کے بدلے میں ان سے ڈالر طلب کرنا اور بنگلے تعمیر کرنا، قوم اور ملک کا سرمایہ لوٹنا، ہوس اقتدار میں شہریوں کے گھروں پر چھاپے مارنا، ان کی عزت لوٹنا، مکینوں کی رہائش گاہوں پر گولہ باری کرنا، چوری اور رشوت ستانی کے بازار کو اپنے فتوی سے گرم رکھنا، جعلی چہرے اور اسلامی نظام کے دشمنوں کو ملک کے بہادر غازی قرار دینا، روس کے خلاف مقدس جہاد کا نام عالمی سطح پر تبدیل کرنا، جہاد اور شہداء کی امنگوں سے خیانت کرنا اور اسی طرح سینکڑوں جرائم ہیں جن میں سیاف کا ہاتھ ہے اور ملوث ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کیا ہے، اس صورتحال میں سیاف کی جانب سے مجاہدین کے بارے میں ذلت آمیز خطاب کرنا خود اس کی طرف منسوب ہے جس کا ادراک اسے کرنا چاہیے اور اللہ تعالی سے اب اسے ڈرنا چاہیے۔

ذبیح اللہ مجاہد ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

۵/۱۱/۱۴۳۴ ھ ق

۲۰/۶/۱۳۹۲ ھ ش – 11/9/2013م

★★★

16 افغانوں کا قتل اور برائے نام سزا

تحریر: ل۔عزم

مارچ 2012 میں قندہار کے دو دیہاتوں میں ایک ہی رات میں 16 نہتے افغان شہریوں جن میں خواتین، بچے اور بوڑھے شامل تھے کو درندہ صفت امریکی فوجی {رابرٹ بیلز} نے بیدردی کے ساتھ تہہ تیغ سے کرڈالا، میڈیا رپورٹس کے مطابق 22 اگست کو افغانوں کے اس قاتل کو امریکہ میں واشنگٹن کی ایک فوجی عدالت نے 20 سال قید کی برائے نام سزا سنائی۔

رابرٹ نے عدالت میں اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا سزا سننے کے دوران اپنے جرم پر کسی قسم کی ندامت ظاہر نہیں کی بلکہ اس کا حوصلہ بلند تھا اور وہ کسی دباؤ کا شکار نہیں تھا۔ چونکہ اب تک کابل حکومت کے ساتھ امریکہ کا کوئی معاہدہ بھی طے نہیں پایا اور نہ ہی سلامتی معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں پھر رابرٹ بیلز کو ایک ایسے جرم جس کی سزا امریکہ کے قانون میں 16 بار سزائے موت اور بھاری جرمانہ مقرر ہے، مگر امریکی فوجی عدالت نے 16 افغانوں کے قتل کے جرم میں صرف ساڑھے پانچ لاکھ ڈالر جرمانہ اور 16 سال قید کی سزا سنائی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ہاں مسلمان افغانوں کا خون کتنا سستا ہے۔

فوجی عدالت میں رابرٹ کا فون ریکارڈ پیش کیا گیا جس میں انہوں نے اپنی اہلیہ سے واقعے کے بعد فون پر گفتگو کے دوران قندہار میں 16 نہتے افغانوں کو قتل کرنے پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور بطور مذاق کہا تھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے 16 افغانوں کو چن چن کر قتل کرتے ہوئے بڑا مزہ لیا اسی بناء پر عدالت نے اسے 20 سال قید کی سزا سنائی۔

اتنے عظیم جرم پر اتنی چھوٹی سزا دیکر امریکی فوجی عدالت نے انسانیت کا گلہ گھونٹ دیا اور افغانوں کے خون کو ہدر [رائیگاں] سمجھا اور بھوسہ کی قیمت میں شمار کیا اور 16 افغانوں کے قاتل کو سزائے موت کا مستحق قرار نہیں دیا بلکہ مارے گئے ہر ایک افغان کے قتل کے بدلے امریکی قاتل کو ایک سال اور تین ماہ کی سزا سنا کر انصاف کا مذاق اڑایا۔

میڈیا رپورٹوں کے مطابق صرف گزشتہ چھ ماہ کے دوران غیر ملکی افواج کی جانب سے پندرہ سو نہتے افغان شہری قتل ہوچکے ہیں اور واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ بارہ برسوں کے دوران 40 ہزار نہتے افغان شہری امریکہ اور نیٹو افواج کے ہاتھوں قتل اور 70 ہزار زخمی ہوئے لیکن ان انسانیت سوز اور دلخراش واقعات کے مقابل امریکیوں نے ایک فوجی کو نام نہاد سزا سنائی جو انسانیت کی تذلیل اور انصاف کا قتل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ افغان حکومت 16 افغان شہریوں کے قاتل کی سزا پر کیا ردعمل ظاہر کرے گی اور کس دلیل کی بنا پر قوم کو یہ یقین دہانی کرائے گی کہ امریکہ کے ساتھ سلامتی معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد افغانوں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اگر کسی میں معمولی سی عقل اور شعور ہو تو وہ افغانوں کے قاتل رابرٹ بیلز کی نام نہاد سزا سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ مقتدر امریکی افغانوں کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں، انہیں کیا اہمیت دیتے ہیں اور اپنے شہریوں کے خون کا دوسروں کے خون سے کس طرح موازنہ کرتے ہیں؟ ذرا سوچیے۔

◆◆◆

افغانستان، 700 امریکی فوجی اڈے خالی کرنے کے پس پردہ عوامل۔۔۔؟

تحریر: عبیدتنویر

نیٹو کے ترجمان جنرل ہانیس فیلڈ من نے ماہ اسد کی 28 تاریخ کو پیژواک خبر رساں ادارے سے گفتگو میں کہا کہ غیر ملکی فوجیوں نے افغانستان میں 90 فیصد فوجی اڈے خالی کردیئے ہیں جن میں اکثر تباہ ہوچکے ہیں اور محدود تعداد افغان فورسز کے زیر استعمال ہے۔

اگرچہ انہوں نے فوجی اڈوں کو خالی کرنے کے بعد تباہ کرنے کے عمل کو افغان فورسز کی قوت میں اضافہ قرار دیا اور کہا کہ ملکی سلامتی اور قیام امن بر قرار رکھنے کے لئے افغان فورسز میں اہلیت اور صلاحیت ہے، اس لئے غیر ملکی فوجیوں کو فوجی آپریشنز میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اسی گفتگو کے آخری حصے میں وہ یہ باتیں بھول کر کہنے لگے کہ وہ بڑے فوجی اڈوں کو خالی کرنے کے بعد تباہ کررہے ہیں اور اسلحہ افغان فورسز کے سپرد نہیں کرتے کیونکہ افغان نیشنل آرمی کی عسکری اہلیت اس قدر نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے اور ہمیں یہ خدشہ ہے کہ غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد طالبان ان اڈوں کو افغان فورسز کے خلاف استعمال کریں گے اور اسلحہ بھی ان کے ہاتھ آنے کا خطرہ ہے۔

جنرل ہانیس فیلڈ من نے گفتگو کے دوران یہ انکشاف بھی کیا کہ انہوں نے 700 فوجی اڈے خالی کرنے کے بعد اس لئے تباہ کردیئے کہ افغان فورسز میں ان اڈوں کی حفاظت کی صلاحیت ہے اور نہ ہی کابل حکومت میں ان کے تحفظ کے لئے مالی استعداد ہے۔ ان کی گفتگو سے یہ ثابت ہوا کہ وہ آئندہ افغان حکومت کے ساتھ مالی تعاون اور امداد دینے کے لئے ہر گز تیار نہیں۔

دوسری جانب کابل حکومت اور پارلیمنٹ کے اراکین نے بارہا امریکیوں سے منت سماجت کرکے کہا کہ فوجی اڈے ان کے سپرد کریں، اگر وہ ان کے حوالے نہیں کرتے تو پھر اسلحہ انہیں دیا جائے، اگر وہ بھی نہیں کرتے تو پھر جنگی ساز سامان انہیں ملنا چاہیے اور اگر اس کے مستحق بھی نہیں سمجھتے تو پھر کباڑ سے تو نوازیں۔

لیکن امریکیوں نے ان کی ایک بھی نہ سنی اور ان کی منت سماجت کو کوئی اہمیت نہیں دی، فوجی اڈے تباہ کردیئے، اسلحہ اور جنگی ساز سامان کو پیک کرکے کانٹینروں میں تالا لگایا اور کباڑ سامان یا تو اسی جگہ تباہ کرکے ناکارہ بنادیا یا کسی غیر ملکی کمپنی کو فروخت کرکے افغانستان سے نکال دیا، مطلب یہ کہ امریکی فوج کباڑ اور فضلہ جات بھی افغان کٹھ پتلی حکومت کو دینے کے لئے تیار نہیں۔

افغان وزارت دفاع کے ترجمان عظیمی نے بھی گزشتہ ہفتہ طلوع چینل کے ساتھ گفتگو میں شکوہ کیا کہ امریکی ان کے ساتھ تعاون نہیں کررہے ان کا کہنا تھا کہ امریکی اپنے کسی فوجی اپنے کسی اڈے کو خالی کرنے کی اطلاع تک وزارت دفاع کو نہیں دیتے بلکہ بہت سے اڈے وہ اس طرح خالی کرچکے ہیں کہ انہیں کچھ پتہ بھی نہیں چلا۔

امریکیوں کی جانب سے بڑی تیزی کے ساتھ فوجی اڈوں کے انخلاء کا سبب کسی سے پوشیدہ نہیں۔ تین، چار ماہ کے دوران 800 میں سے 700 فوجی اڈے اتنی جلدی خالی کردیئے گئے کہ صاف ظاہر ہے اس کا سبب فدائین کی یلغار اور خالد بن ولید کے نام سے شروع کئے گئے آپریشن کے تحت کامیاب کارروائیاں ہیں، امریکیوں کو دن میں تارے نظر آگئے ہیں۔ ادھر ایک امریکی میگزین نیوز ویک نے بھی ایک رپورٹ شائع کی جس میں لکھا تھا کہ پنٹاگون، سی آئی اے اور وائٹ ہاوس نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ 2014ء سے قبل امریکی فوجیوں کو افغانستان سے نکالنا ناگزیر ہے، وہ تینوں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ افغان عوام کابل حکومت اور اس کی اپوزیشن پر اعتماد کرنے کے لئے ہر گز تیار نہیں بلکہ وہ طالبان کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں اور طالبان بھی اب اس مرحلے سے گزر گئے ہیں کہ وہ کسی فوجی حکمت عملی کے نتیجے میں شکست سے دوچار ہو کر کمزور ہوجائیں۔ یہی اصل وجہ ہے اور امریکیوں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ مزید تباہی سے دوچار ہونے، کھربوں ڈالر ضائع کرنے اور ہلاکتوں کی شرح میں اضافہ کرنے کے بجائے بہتر یہی ہے کہ جلد ہی افغانستان سے نکل جائیں اور ان کے انخلاء کے ساتھ ہی افغان فورسز اور حکومتی حامی لشکر کو موت کی وادی میں دھکیل دیں۔

ابو رغال کا نیا روپ

{ عبدالرحمن }

امریکہ کی ظالمانہ بمباری اور طالبان کی حکیمانہ پسپائی کے نتیجے میں افغان ایوانِ صدارت میں کرسی اقتدار پر براجمان شخص کا نام 'حامد کرزئی' ہے۔ حامد کرزئی قندھار کے 'کرز' نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا خاندانی تعلق پشتون قبیلے 'پوپلزئی' سے ہے۔ جس دن انہوں نے جنم لیا تھا وہ 24 دسمبر 1957ء تھا۔ اب ان کی عمر 56 برس ہونے والی ہے۔ ان کی 24 دسمبر 1957ء سے تاحال زندگی کا دورانیہ کس طرح طے ہوا ہے اور ان کا کردار سوچ وفکر کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کس نوعیت کا رہا ہے؟ اسے جاننے کے لیے ہمیں انکی "سانحہ عمری" کو ایک نظر دیکھنا ہوگا۔ یہ امر اس رخ سے اور زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ جناب کرزئی کے "آئینہ کردار" میں راہنمائے ابرہہ ابو رغال کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

حامد کرزئی نے شعور کی آنکھ کھولنے کے بعد ابتدائی تعلیم کے حصول کے لئے کابل کے ایک سکول کی طرف دیکھا تھا۔ غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک کا المیہ یہ ہے کہ وہاں کے باشندوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے دوسرے درجے کے یا ترقی یافتہ ممالک کے دروازے کھٹکھٹانا پڑتے ہیں۔ کسی ملک کے انتخاب کے لیے اکثر "متحدہ نظریے" کی بنیادی بات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس بات سے ساری دنیا واقف ہے کہ افغانستان کا سیکولر اور بے دین طبقہ جتنی ہمدردی "بتوں کی سرزمین" بھارت سے رکھتا ہے، اتنا تعلق عالمی دہشت گرد امریکہ سے بھی نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہی پس منظر تھا کہ حامد کرزئی اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندوستان جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے بھارتی شمالی ریاست "ہماچل پردیش" کی تعلیم گاہوں میں عصری علوم پر عبور حاصل کیا۔ بعد ازاں انہوں نے امریکی دانش کدے سے بھی استفادہ کیا۔ یہیں ان کی تعلیم ودانش نے انہیں شعور کی دولت سے بہرہ مند کیا۔ جس مقام اور جس نہج پر انکی تعلیمی پرورش ہوئی تھی، اسی کا ثمر تھا کہ انہوں نے اُن نظریات کو اپنا مؤقف بنایا، جن کو افغانستان کا سکہ بند دین دار معاشرہ کسی جہت سے قبول کرنے پر خود کو تیار اور آمادہ نہیں پاتا ہے۔

حامد کرزئی کو یہ معلوم تھا کہ انگریزی زبان عالمی رابطے کا ناگزیر ذریعہ ہے۔ اس لیے انہوں نے انگلش کے ساتھ ساتھ افغانستان کے سیاسی افق پر اپنی موجودگی ثابت کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے دری زبان پر بھی عبور حاصل کیا ہے۔ حامد کرزئی کی چند ایک صلاحیتوں کے اظہار کے حوالے سے ہمیں تعریفی بخل کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ روس کے ساتھ جہاد کے زمانے میں بھی موجودہ دور کی طرح ملکی، معاشی اور معاشرتی حالات غیر یقینیت کا شکار تھے۔ یہی وجہ بنیاد بنی کہ کرزئی خاندان 1982ء میں پاکستان کے تقریباً سرحدی شہر کوئٹہ آبسا۔ جب کہ اسی برس کرزئی خاندان کے سپوت اور عبد الاحد کرزئی کے پوتے حامد کرزئی 'افغانستان لبریشن فرنٹ' کے ڈائریکٹر آپریشنز کی حیثیت سے روس کے خلاف افغان جہاد میں حصہ لے کر آزادیِ وطن کی جدوجہد میں شریک ہوئے۔ روسی انخلاء کے بعد انہیں مشہور افغان رہنما پروفیسر صبغت اللہ مجددی کی سربراہی میں قائم ہونے والی عبوری حکومت میں ڈائریکٹر جنرل تعلقات خارجہ کے طور سرکاری عہدے کی بھاری بھرکم اسامی پر بٹھایا گیا۔ بعد ازاں وہ 1992ء سے 1994ء تک افغانستان کے نائب وزیر خارجہ بھی رہے۔ لیکن چوٹی کے راہنماؤں کے عہدوں کی لالچ و حرص میں برپا ہونے والی انتہائی افسوس ناک خانہ جنگی کے بعد جب طالبان نے "اسلامی امارت افغانستان" کے نام سے نظام خلافت قائم و نافذ کیا تو وہ امن کی بحالی اور افراتفری کے خاتمے کی وجہ سے طالبان کے حمایت کنندگان میں شامل رہے۔ جناب کرزئی اپنی افتادِ طبع کی بنیاد پر مصلحت آمیز نرمی کے قائل تھے۔ وہ طالبان کے طریقہ کار کو سخت گیری کا نام دے کر مخالفین کی ان صفوں میں جا کھڑے ہوئے، جو براہ راست طالبان سے ٹکرا کر ان کے نیک مقصد کی راہ میں روڑے اٹکا رہے تھے۔ گویا اس زمانے میں جب کہ ظلم کے گرم بازار کو جہادی یلغار کے ذریعے ہی سرد کیا جاسکتا تھا۔ حامد کرزئی نرم دم دعاؤں 'کے جہاد سے خانہ جنگی کے مرتکب شرپسند عناصر کا صفایا کرنے کا ماورائے عقل مؤقف لیے

طالبان کی راہ کا گڑھا بن گئے۔ ان کا خصوصی ورد جسے وہ الاپ الاپ کر طالبان سے اپنی علیحدگی کا جواز فراہم کرتے تھے، وہ یہ تھا کہ ’... طالبان، افغان مرد اور عورتوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا کر نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں۔ اب کرزئی کی طالبان سے مخالفانہ جرأت کا اندازہ اس امر سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب وہ ناقابل فہم لیکن اسلام مخالف قوتوں کا پسندیدہ مؤقف لیے اسلامی تحریک سے علیحدہ ہوئے تو جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے لئے قندھار کی سرحد پار کرکے پاکستان میں داخل ہوگئے۔

امریکہ نے بمباری کے بعد جب اپنے لیے کسی مہرے کی ضرورت محسوس کی تو اس کی مفاد پرست آنکھوں نے کرزئی کو تاڑ لیا انہیں انسان کے بجائے امریکی روبوٹ بنانے کے لیے کچھ خاص مشقت برداشت نہیں کرنا پڑی ۔اس کے لیے صرف ضمیر کو بُرے بھلے کی تمیز سے عاری کرنا پڑتا ہے۔ وہن کے مریضوں اور ڈالر کو سلام کرنے والوں کو ضمیر کی دردناک موت سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ یہی وجہ تھی کہ حامد کرزئی اس الم ناک سانحے کو خوش دلی سے سہہ گئے۔ پھر انہیں طالبان مخالف مختلف دھڑوں کو امریکہ کے بنائے ہوئے پلیٹ فارم پر جمع کرنے پر لگا دیا گیا۔ بعد میں انہی خدمات کے صلے میں امریکی پٹھو حکومت کا سربراہ چن کر کابل کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ جناب کرزئی تب سے اب تک دو مرتبہ انتخابی ڈرامے میں جیت کر بہ طور صدر "اسلامی جمہوریہ افغانستان" حلف اٹھا چکے ہیں۔ حامد کرزئی کا شمار مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ترین سربراہان مملکت میں ہوتا ہے۔ ان کی گورنمنٹ کی رٹ فقط دارالحکومت کابل تک ہی محدود ہے۔ اب جب کہ 2014ء میں امریکہ نے بھی انخلاء کا ناقابل اعتبار اعلان کر رکھا ہے اور اسی برس ہونے والے انتخابات بھی سر پر آپہنچے ہیں۔ دیکھتے ہیں کیا وہ تیسری بار بھی صدارتی حلف اٹھانے کے قابل سمجھے جاتے ہیں اور "سلیکشن" کی پگڈنڈی سے گزار کر آب اقتدار کے حوض میں نہا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا جواب تو آنے والا وقت ہی بہتر طور پر دے سکتا ہے، لیکن سردست ہم جناب کرزئی اور ابو رغال کے کردار میں مماثلت تلاش کرکے ان کے متوقع انجام پر دو چار باتیں کہہ لیتے ہیں۔

ابرہہ، افریقی ملک حبشہ (موجودہ ایتھوپیا) کے بادشاہ کی جانب سے خلیج عرب کے اِس پار، یمن کا گورنر تھا۔ وہ خانہ کعبہ اور وہاں کیے جانے والے حج و طواف سے بہت جلتا تھا۔ اسی جلن و حسد نے اسے خانہ کعبہ کے مقابلے میں گرجا گھر تعمیر کرنے پر اکسایا۔ جب یہ خبر عربوں کو پہنچی تو ایک دیہاتی اللہ تعالیٰ کے گھر کعبے سے مقابلہ بازی کو بالکل نہ برداشت کرپایا اور گرجا گھر میں گندگی ڈال دی، جس پر ابرہہ بے حد طیش میں آگیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ اس توہین کا بدلہ خانہ کعبہ کو منہدم کرکے لوں گا۔ چنانچہ وہ اسی ارادے سے لاؤ لشکر لیے مکہ کی طرف عازم سفر ہوا۔ وہ راستے میں ہر جگہ کو نیست و نابود کرتا چلا جارہا تھا۔ اسی بربادی میں دو عرب قبیلوں سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن زیادہ طاقت نہ ہونے کی وجہ سے وہ مزاحمت کچل دی گئی۔ جب ابرہہ طائف پہنچا تو وہاں قبیلہ ’بنو ثقیف‘ نے ڈر کر مزاحمت نہیں کی اور ابرہہ کو پیش کش کی کہ ہمیں کچھ نہ کہو ہم تمہیں ایک آدمی مہیا کرتے ہیں جو تمہاری مکہ کی طرف راہنمائی کرے گا۔ چنانچہ ’راہنمائی‘ کا یہ فریضہ ’ابو رغال‘ نامی شخص نے سنبھالا اس بات پر عربوں کو غیرت نے خوب جھنجھوڑا اور ابو رغال کو لعنت و ملامت کی ۔ابھی ابرہہ کا لشکر مکہ سے کچھ فاصلے پر مقام ’مغمس‘ پر پہنچا تھا کہ ابو رغال، عزرائیل کی روح کشی کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا گیا۔ وہیں اس کی قبر بنی اور مرجع لعنت ٹھہری۔

اس واقعے کو پڑھ کر مجھے جناب کرزئی پر افسوس ہونے لگتا ہے۔ آج امریکہ نے ابرہہ کی اور کرزئی نے ابو رغال کی جگہ لے رکھی ہے۔ امریکہ اور ابرہہ دونوں کا مقصد اسلام کی بیخ کنی اور عیسائیت کا ڈھول بجانا ہے۔ جب کہ ابو رغال اور کرزئی کا معاملہ دونوں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی راہ نمائی کرنا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انسان تاریخی عبرتوں سے سبق کیوں نہیں حاصل کرتا؟ اگر کرزئی خود کو مسلمان سمجھتے ہیں تو قرآن پاک کی سورۃ الفیل کی روشنی میں اپنے اس کردار کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے۔ جو سراسر ابو رغال کی باقیات ہیں۔ کیا وہ ساری زندگی جیتے جی گزار دیں گے؟ عزرائیل ان کی تاک میں نہیں رہتا؟ کیا وہ امریکہ کی بے وفائی کے بدنام زمانہ عبرت انگیز قصوں سے واقف نہیں ہیں؟ انہیں اس امر کا ادراک نہیں ہے کہ امریکہ اپنے مسلمان دوستوں کو واش روم کے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرکے تاریخ کے ڈسٹ بن میں بے حد حقارت سے پھینک دیتا ہے، جہاں وہ مکھیوں کی یلغار کا شکار ہوجاتا ہے؟ کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ ابرہہ کی راہنمائی کرنے والے ابو رغال کی قبر آج بھی پتھراؤ کی زد میں رہتی ہے؟ کیا کرزئی کو اس بات کا مکمل و کامل یقین ہے کہ اسلامی خلافت کے قیام میں رکاوٹ بنے امریکہ کی راہنمائی کے باوجود ان کی قبر افغانستان کے پتھروں کی اس بارش سے محفوظ رہے گی؟ جو سراسر لعنت کی علامت ہوتی ہے۔

اور اگر ایسی بات نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر کرزئی کو اپنی ضمیر کو زندہ کرنا ہوگا اپنے غلط نظریات میں تبدیلی لانا ہوگی۔ امریکہ کا پٹھو بننے سے دوٹوک لہجے میں انکار کرنا ہوگا۔ طالبان کو افغانستان کا سنہرا مستقبل جان لینا ہوگا۔ انہیں افغانستان کی آزادی کے لیے طالبان کا فریق نہیں بلکہ رفیق بننا ہوگا۔ انہیں کلمہ طیبہ والے سفید جھنڈے کو ہی افغانی پرچم سمجھنا ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر 'اسلامی جمہوریہ افغانستان' کے بجائے 'اسلامی امارت افغانستان' کو دل وجان سے تسلیم کرنا ہوگا۔ اسی میں سب کی سلامتی، عزت اور ایمان، جان اور مال کی بقاء کا راز مضمر ہے۔ اگر جناب موصوف ایسا کرنے کی جرأت رندانہ نہیں رکھتے تو کم از کم عبد المطلب کی طرح منصب صدارت اس کے اہل کے حوالے کردیں کہ وہ جانیں اور امریکہ جانے۔ یہی عقل کا تقاضا اور زمینی حقائق کا آوازہ ہے۔ جو دانش مندی چھوڑ دیتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے، باہر سے آنے والی فوج نے تو بے شک عبرت کا نشان بننا ہی ہے، لیکن فراست یہ ہے کہ خود کو نمونہ عبرت بننے سے بچایا جائے۔ آپ ابو رغال کا نیا جنم مت بنیں۔ اگر جناب کرزئی ایسا بھی نہیں کرتے تو انہیں موت تک مگرمچھ کے آنسو روتے ہوئے زندگی بتانا ہوگی۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل سراسر نفاق اور منافقت ہے اور منافق کے لیے آخرت کی زندگی میں ناقابل برداشت دردناکیاں ہوں گی۔ وہاں رونا دھونا کسی کام کا نہیں ہوگا۔

افسوس! تجھے کس چیز نے اپنے کریم رب سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے!!!

● ● ●

بقیہ از: ادب کا محاذ

تو علاقے کے لوگوں کی حمایت اور مجاہدین کے اصرار پر آپ کو شہید اکبری کی جگہ پر کمانڈر مقرر کیا گیا۔

موصوف نے مسلح جہاد کے ساتھ ساتھ قلم اور ابلاغی جہاد بھی جاری رکھا اور فارسی زبان میں جہادی اشعار، نثر اور مضامین لکھے اور قارئین تک پہنچاتے رہے۔ موصوف کو فارسی ادب پر خوب دسترس حاصل تھی، اسی طرح نثر نگاری، سیاسی اور علمی مضامین لکھنے کی استعداد بھی رکھتے تھے، شہادت کے بعد ان کے سینکڑوں اشعار اور مقالے بطور یادگار باقی ہیں۔

شہید کا کلام سرک، شہامت اور مورچل کے جریدوں میں بھی شائع ہوتا رہا ہے، اسی طرح ان کے اشعار امارت اسلامیہ کے معروف نعت خواں ملا فقیر محمد درویش نے بھی پڑھے ہیں مثلاً

بازبہ سنگر بیا بازبہ فکر نوین-بر سر دشمن بریز آفت روی زمین

اور یہ شعر:

آمدم تا ظلم واستبداد ظالم بشکنم-فرق خونخواران دہر وجور حاکم بشکنم

سمیع اللہ سلحشور نے مختلف موضوعات پر اشعار لکھے ہیں، یہاں پر حال ہی میں ان کے لکھے گئے اشعار پیش خدمت ہے جو قابض افواج اور ان کے حامی لشکر سے متعلق ہیں۔

حکومتی حامی لشکر [اربکی]

اربکی جان سر برای دشمن دین دادہ است
-سر برای دالر و عشق شیاطین دادہ است
دین وایمان را بہ دالر کردہ سودا ہمچنان
-ننگ وغیرت را بہ چنگال قوانین دادہ است
ناموس و وجدان وہمت از ضمیرش رفتہ دور
-اختیارش را بدست کفر بے دین دادہ است
چرس وبنگ وخمر وافیونش مہیا گشتہ است
-دین وعفت را بدشمن باز وچندین دادہ است
تا نفس در تن بود از بی دینان دارد دفاع-
چون برایش کفر سلاح وپول شیرین دادہ است
پاسداری وحراست میکند از دشمنان
-چون بہ دشمن باور وایمان پیشین دادہ است
تا عروس فتنہ والحاد از خود کردہ است-ای بساخون جوانانش کہ کابین دادہ است
امریکا گم گشتہ خویش را کنون با اشتیاق-کردہ پیدا وبرایش تاج زرین دادہ است
اربکی ہا این نمیدانند کہ رب ذوالجلال-لشکر اسلام را وعدہ بہ تمکین دادہ است
گر بتاریخ بنگرند حق لشکر اسلام را -فتح پیروزی ہمیش اندر میادین دادہ است
عنقریب است ای سلحشور اربکی ہا را مدام-
از نجات نبینی ہر جا سر بہ پائین دادہ است۔

***

ادب کا محاذ اور مجاہدین

سلحشور کی یاد میں

تحریر : ع ،حکمت

ای تازہ جوان رھر و دین باز بپا خیز -توفندہ و کوبندہ و باشور و نو اخیز
دشمن شکن و فاتح و سرباز خدا خیز -سنگر ھوس و عاشق آزادی ما خیز
از بھر خدا بھر خدا بھر خدا خیز از بھر خدا خیز

یہ اشعار میں نے کسی فارسی دیوان سے نہیں لئے اور نہ ہی یہ کسی افغان، ایرانی یا بھارت کے نامور فارسی شاعر نے لکھے ہیں، ہاں اس میں علامہ اقبالؒ کی شاعری کا درد ضرور ہے لیکن یہ ان کا کلام بھی نہیں۔

یہ اشعار ہمارے اس نوجوان شاعر، مجاہد اور غازی کے دل کی اوازہیں جو اب ہمارے درمیان نہیں۔ تاریخی شہر ہرات، ملاجامی اور خواجہ انصاری کی دہرتی کے نوجوان شاعر سمیع اللہ سلحشور کا تذکرہ کررہا ہوں، جو عید الفطر کی مقدس رات کو جام شہادت نوش کر گئے۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

آج وہ شاعر ہمارے درمیان موجود نہیں جو یہ کہتا تھا:

برخیز کہ ہنگام جہاد است و شہادت -ہنگام بہ پا خاستن و آزادی امت
ای مرد خدا دور شواز آتش غفلت -ای چارہ گر درد من از بھر دوا خیز
برخیز کہ ناتو و سپاہش شدہ لرزان -واشنگتن و لندن ازین حملہ پشیمان
این حاصل بازوی تو است ای شہ دوران -چون شیر ژیان سر بکف و دل بہ صفا خیز

****

1388ھ ـــــــ ش ماہ حوت کو میں اتفاقی طور پر میں صوبہ ہرات گیا مجاہدین کے ایک حجرے میں قیام کیا چند مجاہدین یہاں موجود تھے جو فارسی اور پشتو میں باتیں کررہے تھے، ان کے درمیان تیس سالہ نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا جس نے داڑھی منڈوائی تھی، چونکہ ہم کسی کے ظاہر کو دیکھ کر ذہن میں اس کے متعلق اچھائی اور برائی کا فیصلہ کرتے ہیں اس لئے مجاہدین کے درمیان بیٹھا تیس سالہ نوجوان ظاہری شکل سے کوئی اجنبی شخص معلوم ہورہا تھا لیکن بہت جلد مجھے معلوم ہوا کہ یہ کوئی اجنبی شخص نہیں ہے۔

ساتھیوں نے تعارف کرایا کہ اس نوجوان کا نام سمیع اللہ سلحشور ہے لیکن انہیں شیخ کہتے ہیں، ہرات کی یونیورسٹی کے شعبہ ادبیات سے فارغ التحصیل ہے اور اب ہرات کے مشرقی اضلاع گزرہ، پشتون زرغون، انجیل اور دیگر علاقوں میں معروف مجاہد شہید غلام یحیٰی اکبری کے محاذ اور دیگر محاذوں پر مجاہدین کی سرپرستی کی خدمات انجام دے رہا ہے، موصوف نہ صرف بہادر مجاہد ہے بلکہ ایک اچھا لکھاری، نثر نگار، ادیب اور شاعر بھی ہے، ہرات میں محدود وسائل سے ماہنامہ میگزین "ہمسنگران" کے نام سے شائع کررہا ہے جس کے اب تک 12 شمارے شائع ہوچکے ہیں۔

ہم اسی محفل میں بیٹھے تھے اس نے مجھے بھی پہچانا کہ میں امارت اسلامیہ کے شعبہ اطلاعات میں خدمات انجام دے رہا ہوں، ادبی ذوق اور جہادی مزاج میں یکسانیت کے باعث ہم دونوں دوست بن گئے، چونکہ وہ ذرائع ابلاغ کے شعبے سے وابستہ تھے، موجودہ دور میں میڈیا کی اہمیت سے اگاہ تھے، جب میں نے شعبہ اطلاعات کی خدمات کی وضاحت کی تو وہ بہت خوش ہوئے، اور اس انداز سے سوالات کررہے تھے جیسے کوئی گمشدہ متاع اس نے پایا ہے، اس کے بعد بتایا کہ ہرات کے لوگوں کے مزاج افغانستان کے دوسرے لوگوں سے الگ ہیں کیونکہ یہاں کے لوگوں کا ادب، تہذیب اور اخبارات کے ساتھ گہرا تعلق ہے، اس لئے یہاں کے لوگوں کے لئے میں نے "ہم سنگران" کے نام سے ماہنامہ میگزین کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے جسے ہرات اور اس کے مضافات میں جہادی ذوق رکھنے والے احباب میں تقسیم کرتا ہوں اور یہ کام میں اپنی ذاتی کوششوں سے کررہا ہوں۔

ان کے ساتھ "ہم سنگران" میگزین کے تمام شمارے کمپیوٹر میں موجود تھے جنہیں بعد میں ہم دونوں نے مطالعہ کیا جس میں نہایت ادبی انداز سے فارسی زبان میں اچھے مقالے، اشعار اور مختلف موضوعات پر مضامین لکھے گئے تھے۔

اگرچہ میں رات کو قیام کی نیت سے وہاں نہیں گیا تھا لیکن سمیع اللہ

کی محفل اور میٹھی گفتگو نے رات یہیں گزارنے پر مجبور کیا اور رات گئے تک ہم بیٹھے رہے، موصوف قلم کے جہاد سے بہت محبت رکھتے تھے اور میں نے بھی جب ان کی اعلیٰ استعداد کو دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ غلام یحییٰ اکبری کی جگہ پر کوئی اور مجاہد خدمات انجام دے اور یہ نوجوان قلم کے ذریعے جہاداری رکھے کیونکہ وہ قلم کے ذریعے بندوق سے بہتر جہادی خدمات انجام دے سکتا ہے۔

رات کو بارش بھی برس رہی تھی، سارے مجاہدین سوگئے، لیکن ہم دونوں کی محفل تازہ تھی، اس نے اپنا لیپ ٹاپ کھول کر اپنے مضامین اور اشعار دکھائے، مختلف ادبی، فکری اور ثقافتی موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی، باتوں باتوں میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ گہرا مطالعہ رکھتا ہے، وہ یونیورسٹی کی آرام دہ زندگی سے جہاد کی تکلیف دہ زندگی کی طرف حادثاتی طور پر نہیں آیا بلکہ وہ امت مسلمہ کے مسائل کا ادراک کر چکا ہے، اسلام اور مسلمانوں کے درد سے آگاہ ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے موجودہ گھمبیر حالات سے نکلنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں، وہ باشعور تھا، نظریے کے اسلحہ سے لیس تھا، علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفے سے گہرا تعلق اور محبت رکھتا تھا، وہ بار بار اقبال کے اشعار پڑھتا اور کہتا کہ انہوں نے امت کے مسائل کی اچھے انداز میں تشریح کی ہے۔

آج میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو مجھے سلحشور کی وہ محفل یاد آرہی ہے اور اب بھی ان کی گفتگو کی مٹھاس محسوس کر رہا ہوں، جب ہم فکری انداز میں مسلمانوں اور خطے کی صورتحال پر گفتگو کر رہے تھے۔

شاعر کہتا ہے:

زندگی رہی تو اس طرح ایک اور رات نصیب ہوگی
ایسی رات نصیب ہوگی لیکن رقیب کے ساتھ

لیکن میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی رات پھر نصیب نہیں ہوگی کیونکہ سلحشور اب ہمارے درمیان موجود نہیں ہے، وہ آخرت کی طرف کوچ کر گیا ہے۔

****

19، اگست 2013ء کی شام مٹی سے بنائے ہوئے گھر کا زنگ آلود دروازہ کھٹکھٹایا، ایک معصوم بچی باہر آئی جس کے چہرے سے معصومیت اور مظلومیت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اس سے پوچھا کہ شیخ سمیع اللہ کا گھر یہی ہے؟ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی کے ساتھ واپس گھر کے اندر داخل ہوگئی، کچھ دیر بعد ایک نوجوان نکلا، اس کا چہرہ بھی غمگین اور اداس نظر آرہا تھا، میں نے اس سے شیخ سمیع اللہ کے گھر کا پوچھا تو اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور ٹوٹی پھوٹی پشتو میں کہا کہ میں ان کا بھائی ہوں۔

اس نے گھر کا دروازہ کھول دیا اور مجھے مہمان خانہ کے اندر لے گیا، جب میری نظر شہید کے والد، یتیم بچوں اور خالی کمرے پر پڑی تو یقین کیجئے میں بہت افسردہ ہوا، شہید کی روح کے ایصال ثواب کے لئے میں نے قرآن پاک کی تلاوت اور فاتحہ خوانی کی پھر شہید کے حالات زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی، شہید کے بھائی نے بتایا کہ وہ 35 سال کی عمر میں شہید ہوا لیکن شادی اس لئے نہیں کی کہ اس پر جہاد اور شہادت کا جذبہ غالب تھا اور عمر کا زیادہ عرصہ جہاد میں گزارا۔

بعدازاں اس نے شہید سلحشور کے چند مضامین اور اشعار دکھائے، وہ آخر وقت تک قلم کے جہاد سے وابستہ رہے۔ میں نے اس سے شہید کے حالات زندگی کے بارے پوچھا تو اس نے بتایا۔

غلام یحیٰ جو بعد میں شیخ سمیع اللہ سلحشور کے نام سے مشہور ہوا، نے 35 سال پہلے صوبہ ہرات ضلع زرغون کے گاؤں یوسف خان میں غلام رسول کے گھر آنکھ کھولی، میٹرک تک تعلیم یہیں سے حاصل کی اور پھر ہرات یونیورسٹی سے ادب میں ایم۔اے کیا۔ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا، یونیورسٹی کی چھٹیوں کے دوران وہ کنڑ جاتا اور وہاں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیتا تھا، اسی طرح وہ یونیورسٹی کے اندر بھی فکری جہاد کرتا رہا اور قابض افواج کے خلاف جہاد کی دعوت طلبہ کو دیتا، انہوں نے اپنے کئی ساتھیوں کو جہاد کی ترغیب دی اور دشمن کے زہریلے پروپیگنڈے سے ان کے ذہنوں اور افکار کو محفوظ رکھا۔

جب وہ یونیورسٹی سے فارغ ہوئے تو اس دوران ہرات کے ضلع گذرہ کے ایک پرانے جہادی کمانڈر غلام یحیٰ اکبری نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو سلحشور بھی ان کا ہم سفر بنا، موصوف نے کمانڈر اکبری کے معاون کی حیثیت سے کام کا آغاز کیا اور اسی ضلع میں مسلح اور ابلاغی جہاد کی ابتداء کی۔ انہوں نے غاصب افواج کے خلاف اپنے لہو سے میدان کارزار گرم رکھا اور جب غلام یحیٰ اکبری شہید ہوئے۔

بقیہ صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں۔

میں نے زور سے کلمہ پڑھا اور اس کے سر پر کلہاڑی دے ماری۔

مرتد گستاخ رسول کو مارنے والے غازی مجاہد عبدالحمید سے گفتگو

محترم قارئین! اس شمارے میں اس مجاہد سے ہونے والی گفتگو پیش کریں گے جنہوں نے پنج شیر میں مرتد عیسائیوں کے ایک سربراہ کو قتل کردیا ۔اور اب طویل حبس کے بعد انہیں جیل سے آزادی ملی ہے۔ گفتگو لفظ بہ لفظ قارئین کے نذر خدمت ہے۔{ادارہ}

سوال: سب سے پہلے محترم قارئین سے اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: میرا نام عبدالحمید ہے، قندہار کا رہائشی اور اس صوبے کے معروف عالم دین مولوی عبداللہ ذاکری کا بڑا بیٹا ہوں۔ امارت اسلامیہ کے دور میں 5سال تک پنج شیر میں قید رہا۔ اب کرزئی کے دور میں عیسائیوں کے ایک سربراہ کے قتل کے الزام پنج شیر کی جیل میں دوسال تین ماہ رہا۔ کچھ عرصہ قبل اس سزا کی مدت پوری ہونے پر مجھے آزادی ملی۔

سوال: عیسائیوں کے سربراہ کے قتل کا ارادہ کس طرح بنا اس حوالے سے کچھ تفصیلات بتائیں اور اس کے قتل میں کیسے کامیابی ملی؟

جواب: 5/3/1385ہ ش کو پاکستان کے شہر کوئٹہ سے پشاور شہر کی جانب مولانا حسن جان صاحب کے مدرسے میں دستار بندی کے پروگرام میں شرکت کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ میرے دو بھائی عبدالقیوم ذاکری اور عبدالاحد ذاکری وہیں پر رہتے تھے۔

دستار بندی کے پروگرام کے بعد کوئٹہ واپسی کا راستہ بند ہوگیا تھا۔ اس لیے کہ ان دنوں بلوچستان میں بلوچستان کے ایک بڑے رہنما اکبر بگٹی کو پاکستانی حکومت کی جانب سے ایک جنگ میں نشانہ بنایا گیا تھا۔ اکبر بگٹی کی موت کے فورا بعد احتجاجا بلوچوں نے مظاہروں کا آغاز کردیا۔ جس کے نتیجے میں پشاور کوئٹہ شاہراہ بند ہوگیا۔ اس وقت میں نے سوچا پشاور سے کابل روانہ ہوجاؤں۔ کابل میں رات ایک ساتھی کے ہاں گذاری جن کا تعلق اصلا پنج شیر سے تھا۔ صبح بجائے اس کے کہ قندہار کے راستے کوئٹہ آؤں۔ میں نے ارادہ کیا کہ پنج شیر جاؤں کیوں کہ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں، میں وہاں پانچ سال مسعود کی جیل میں قید رہا تھا۔

اس صوبے کے بہت سے علاقے میں نے دیکھے ہوئے تھے اس لیے میرا شوق تھا کہ آزاد زندگی میں ایک بار پنج شیر کو دیکھ آؤں اور پرانی یادیں تازہ کروں۔ صبح محمد عثمان نامی ایک پنج شیری آدمی کے ساتھ اس کی گاڑی میں پنج شیر کی جانب روانہ ہوئے۔

پنج شیر پہنچنے کے بعد ہم نے کوشش کی پنج شیر کی نئی تعمیرات شدہ عالی شان عمارتیں دیکھیں جو کرزئی دور حکومت میں تعمیر ہوئی ہیں ان میں سے ایک ایرانیوں کی جانب سے بنایا گیا احمد شاہ مسعود کی قبر پر گنبد بھی ہے۔ ہم وہاں گئے۔ ہم اسی علاقے میں سیر و تفریح کررہے تھے کہ ایک بڑا کمانڈر بہلول خان جو اسی صوبے کے ضلع آبدرہ کا رہائشی تھا اور سادہ لباس میں پولیس کے درمیان کھڑا تھا، نے مجھے اشارہ کیا یہاں آجاؤ۔ میں اس کے قریب گیا تو اس نے پوچھا تم کون ہو، تمہارا تعلق کہاں سے ہے جو تم نے پگڑی بھی باندھ رکھی ہے۔ اور یہاں کس لیے آئے ہو؟

میں نے کہا میں قندہار کا رہائشی ہوں اور یہاں گھومنے پھرنے آیا ہوں۔ کیوں کہ میں طالبان کے دور حکومت میں یہاں پانچ سال تک یہاں قید رہا تھا۔ اب میں نے سوچا پرانی یادیں تازہ کرلوں۔

اس نے پوچھا کہ یہ مزار جو بنایا گیا ہے یہ کس کا ہے؟ تم اسے جانتے ہو۔

میں نے کہا جی ہاں، لوگ کہتے ہیں یہ احمد شاہ مسعود کا مزار ہے۔

اس نے کہا تم طالبان ہو اور طالبان کے دور میں یہاں پانچ سال امیر صاحب کے ساتھ جیل میں بھی رہ چکے ہو تو ہو سکتا ہے تم اس مزار پر دھماکہ کرنے آئے ہو، اور یا چاہتے ہو ان کی برسی کی تقریب میں کوئی ہنگامہ کردو۔ جو تین روز بعد ہونے والا تھا۔ یہاں سکیورٹی سنبھالنے کی ذمہ داری میری ہے۔

میں نے کہا: میں چونکہ قندھار کا شہری ہوں اور قندھار اور پنج شیر دونوں صوبے اس ایک ہی ملک کے صوبے ہیں۔ اس لیے یہاں آنے کے لیے میں نے نہ پاسپورٹ کی ضرورت محسوس کی اور نہ ویزے کی۔ ٹھیک ہے میں پہلے مجاہد تھا مگر اب نہیں ہوں اور میرا طالبان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

ان سوالات کے بعد میں اور میرا ساتھی محمد عثمان اپنی گاڑی میں بیٹھ کر صوبائی انتظامیہ کے دفتر کی جانب روانہ ہوئے جو اسی صوبے کے علاقے پاراخ میں واقع ہے۔ وہاں جانے کا مقصد یہ تھا کہ انتظامیہ کے نئے دفتر کے قریب ان 60 طالبان مجاہدین کے مزار پر حاضری دی جائے جو یہاں "پارک" جیل کے قریب خدائی موت سے مرگئے تھے اور پھر ہم نے انہیں ایک قبرستان میں دفن کردیا تھا۔

طالبان کے مزار پر حاضری دینے کے بعد انتظامیہ کی عمارت کے قریب جب ہم گاڑی میں بیٹھے تھے اور کابل کی جانب جارہے تھے کہ پولیس کی چند گاڑیاں ہمارے آس پاس آکر رک گئیں اور ہمیں اترنے کا اشارہ کیا۔ آخرکار مجھے اور میرے ساتھی محمد عثمان کو ہماری گاڑی سمیت پولیس ہیڈ کوارٹر کی جیل میں لایا گیا

رات گذرنے کے بعد صبح ہمیں ہیڈ کوارٹر سے متعلق ایک تفتیش کار نے ہم سے وہی سوالات پوچھنے شروع کئے جو گذشتہ دن ہم احمد شاہ مسعود کے مزار کے قریب ایک کمانڈر نے ہم سے پوچھے تھے۔ اور میرے جوابات وہی تھے۔ دو دن گذرنے کے بعد شام کو مجھے اور محمد عثمان دونوں کو امریکیوں کے ایک مرکز لایا گیا جو اسی صوبے کے "دشتک" کے علاقے میں واقع ہے۔

امریکیوں نے ہم سے کہا: آپ پر بنائے گئے کیس میں لکھا ہے کہ تم لوگ مسعود کے قبر پر دھماکہ کرنے آئے تھے اور احمد شاہ مسعود کی برسی کی تقریب جس میں کرزئی اور فہیم شرکت کریں گے اس میں دھماکہ کرنا چاہتے تھے۔

میں اور میرے ساتھی نے اس کی جواب میں اپنی آمد اور گرفتاری کا قصہ حسب سابق پوری تفصیل سے بیان کردیا۔ انہیں تسلی ہوگئی۔ صبح امریکیوں نے ہمیں واپس اسی صوبے کے مرکزی جیل بھیج دیا جسے احمد شاہ مسعود کے دور میں وہ بینک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے ہاں تمہارا کوئی جرم ثابت نہیں۔ جیل میں داخل ہونے سے قبل وہ پولیس جو ہمیں امریکیوں سے لے کر واپس لایا تھا اس نے جیل کے کمانڈنٹ {میر بابا جو اسی صوبے کے ضلع عنابہ کا رہائشی} تھا اس سے کہا۔ یہ لوگ مسعود کی قبر پر دھماکہ کرنا چاہتے تھے ہم نے انہیں رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔

یہ سنتے ہی جیل کے پہرہ داروں نے مجھ سے واسکٹ، گھڑی اور پیسے چوروں کی طرح لے لئے اور ہمیں جیل کے اس حلقے میں ڈال دیا جہاں ان کے مطابق بڑے مجرموں کو رکھا جاتا تھا۔ اس جیل میں ہمارے ساتھ نورخان نامی ایک ایسا مجرم بھی تھا جو اس صوبے کی ساری عیسائی مشنریوں کا سربراہ تھا۔ اس نے اپنے گاؤں "آب درہ" کے پیش امام ملا عبدالستار مرحوم کو آذان کے وقت فائرنگ کرکے شہید کردیا تھا۔ اب اسی جرم کے الزام میں اسے گرفتار کیا گیا تھا۔

سوال: نورخان کہاں کا رہائشی تھا وہ کیسے، کیوں اور آپ کی معلومات کے مطابق کب عیسائی ہوگیا تھا؟

جواب: نورخان صوبہ پنج شیر آبدرہ کا رہائشی تھا اور ان کے بہنوئی نیک محمد کے بقول وہ چند برس پہلے ایران گیا تھا۔ وہاں آرمینیا کی ایک عیسائی خاتون سے نکاح کیا جس نے اسے مرتد اور عیسوی دین کا پیروکار بنادیا۔

فی الحال وہ اسی صوبے میں تمام عیسائیوں کا رہنما تھا۔ وہ علی الاعلان کہا کرتا تھا کہ اس صوبے میں ہم نے مرتد عبدالرحمن کی طرح 60 آدمیوں کو مرتد بنایا ہے وہ اب عیسوی مذہب کے پیروکار ہیں۔

سوال: اس حوالے سے اگر وضاحت کردیں کہ نورخان نے امام مسجد کو کیوں شہید کردیا تھا؟

جواب: نورخان نے امام مسجد کو اس لیے شہید کردیا کہ ایک مرتبہ نورخان مسیح نے اپنے گاؤں کی ایک دیوار پر لکھا تھا کہ "پیغمبر زندہ بہتر است از پیغمبر مردہ" العیاذباللہ {زندہ پیغمبر بہتر ہے مردہ پیغمبر سے}

گاؤں کے امام کا اس بات پر نورخان سے تنازعہ ہوگیا۔ بالآخر امام مسجد کو مجبوراً صوبائی حکام سے رابطہ کرنا پڑا۔ مگر صوبائی حکام نے امام صاحب سے کہا کہ اب جمہوریت ہے اور جو بھی جس مذہب میں جانا چاہے اسے آزادی ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔

نورخان کو جب معلوم ہوا کہ حکومتی حمایت اسے حاصل ہے تو اس نے اپنے گاؤں آب درہ میں صبح کی اذان کے وقت امام مسجد کو فائرنگ کرکے شہید کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سوال: آپ بتانا پسند کریں گے کہ کیسے اور کس حالت میں آپ نے عیسائیوں کے اس سربراہ کو قتل کیا؟

جواب: سنبلہ کی سولہویں تاریخ تھی صبح ساڑھے چھ بج رہے تھے جب نورخان اپنی عادت کے مطابق جیل کے قیدیوں کو "سپورٹ" کی تعلیم دے

رہاتھا۔ اس صبح کو ایک قیدی کھلے ہاتھوں سے سینہ کشی کر رہاتھا۔ نورخان جو سپورٹ میں تمام قیدیوں کا استاد تھا اس نے مذکورہ قیدی سے کہا کہ ہاتھ بند کردو۔ میں ان کو دیکھنے باورچی خانے میں چائے بنانے والی جگہ کے قریب گیا اور وہیں بیٹھ گیا۔

نورخان اور اس کا شاگرد میرے پاس آئے اور کہا یہ کیسے کیا جاتا ہے کھلے ہاتھوں سے یا بند، میں نے نورخان سے کہا کہ تم مجھے فیصل نہ بناؤ تم میرے دشمن ہو۔ اس نے جواب میں کہا کہ "ہاں میں عیسائی ہوں اور تمہارے دین اور رسول کی ایسی ایسی............ العیاذباللہ۔

اس طرح میرے اور اس کے درمیان تنازع کھڑا ہو گیا۔ چونکہ وہ مجھ سے زیادہ طاقتور تھا اس نے مجھے مکا مارا۔ میں بہت جذباتی ہو گیا، زور سے کلمہ پڑھا اور کلہاڑی سے اس پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ گر کر بے ہوش ہو گیا۔

اس واقعے کے بعد پولیس مجھے زیرزمین منزل میں لے گئی اور اسے خانم گیٹ میں واقع اطالویوں کے ہسپتال کے ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔

سوال: آپ کو پہلے تو احمد شاہ مسعود کی قبر پر دھماکہ کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا اب نورخان کے قتل سے دوسرا مقدمہ بن گیا۔

جواب: ہاں، میرا کیس بہت بھاری اور پیچیدہ ہو گیا۔ کیوں کہ اس واقعے کے بعد اٹارنی جنرل امین میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا میں نے وہی قصہ بیان کیا۔ اس نے جائے وقوعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد میرے خلاف دوسرا کیس بھی درج کرا دیا۔

سوال: آپ کے حملے کے بعد یہ عیسائی چند دن تک زندہ رہا یا فوراً ہی مر گیا تھا؟ مرنے کے بعد آپ نے اسے دیکھا؟

جواب: تین دن گذرنے کے بعد پولیس نے اسے زخمی حالت میں واپس جیل منتقل کر دیا۔ میں نے جیلر خدائیداد کی اجازت لی کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے پاس گیا اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: دیکھو! انسانی شرافت کی خاطر میں تمہارا احترام کرتا ہوں، اگر تم نے پھر اسلام کی توہین کی تو پھر بھی تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ میری سرزمین پر ہندو بھی رہتے ہیں، مگر میں انہیں کچھ بھی نہیں کہتا۔ تم میرے امام کو مارتے ہو، میرے دین اور رسول کی بے حرمتی کرتے ہو۔ ایسے حالات میں، میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

چونکہ وہ کوما کی حالت میں تھا، اس لیے اس نے کچھ بھی نہ کہا۔ کچھ دیر بعد میں پھر اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس دن اسے ایک بار پھر ہسپتال لے جایا گیا۔ اس ہسپتال میں یعنی واقعے کے سات روز بعد نورخان اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے سنبلہ کے 21 تاریخ کو ہلاک ہو گیا۔

سوال: نورخان کی موت کے بعد اس کے رشتہ داروں آپ کے خلاف دعوی نہیں کیا؟

جواب: اس کے والد کا انتقال پہلے ہو چکا تھا۔ اس کے ورثاء میں صرف ایک بھائی، ایک بہن اور ماں تھی جو ابھی تک بقید حیات تھی۔ ان سب نے مجھے بری کر دیا کیوں کہ وہ پہلے سے یہی چاہتے تھے۔ جیل کے سکیورٹی سربراہ میر باچا کے بقول: جب وہ ہسپتال میں داخل تھا تو نورخان کی مسلمان والدہ، اس کا مسلمان بھائی غلام ربانی اور اس کا مسلمان بہنوئی نیک محمد جنہوں نے جیل میں آنے کے بعد سے اب تک اس کے بارے میں پوچھا تک نہیں تھا، اس کی عیادت کے لیے ہسپتال آ گئے۔ ماں نے اس سے کہا توبہ کر لو اور پھر سے مسلمان ہو جاؤ، دیکھو خدا تعالی کے عذاب کو، قندھار سے پتھر آیا اور تمہارے سر پر لگ گیا۔ اب مزید توبہ کر لو اور خدا تعالی کو مان لو۔

میر باچا کا کہنا تھا جب ماں نے اس سے یہ کہا تو اس نے ماں کے منہ پر تھوک دیا اور کہا میرا راستہ روشنی کا راستہ ہے اور تمہارا راستہ تاریکی کا ہے میں کبھی اپنے راستے سے نہیں پھر سکتا۔

نورخان کی موت کے بعد میں نے اس صوبے کے علماء کونسل کے سربراہ مولوی محمد موسی کے نام ایک خط لکھا۔ اسی صوبہ پنج شیر کے ضلع دروخہ میں ان کا ایک بڑا مدرسہ بھی ہے۔ خط میں، میں نے ان سے کہا یہ کام میں نے دین اسلام کی دفاع اور اپنے رسول کی حرمت کی خاطر کیا ہے امید کرتا ہوں کہ میرا مقدمہ اسی ملک میں چلے گا اور مجھے امریکیوں کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

علماء کونسل کے سربراہ نے ایک طویل اور مدلل خط میرا مقدمہ شروع کروانے کے لیے صوبائی گورنر کو بھیجا تھا جس نے میرا مقدمہ اسی صوبے کی ابتدائی عدالت میں بھیج دیا۔ اس ابتدائی عدالت نے پورا ایک سال جیل کاٹنے کے بعد مجھے تین سال دو ماہ تک کی مزید جیل کی سزا دینے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ اسی صوبے کے ہائی کورٹ نے میری سزا میں ایک سال کم کر کے 2 سال تین ماہ کی سزا متعین کر دی۔ بالآخر دو سال تین ماہ مکمل ہونے کے بعد مجھے پنج شیر کی مرکزی جیل سے خلاصی ملی، اب میں اپنے گھر میں رہتا ہوں۔

★★★

کابل اور واشنگٹن کے درمیان اختلافات

سید اختیار سباوون

کابل کے پرانے شہر میں "مسگرانو" کے کوچے میں رضا خان کی دکان تھی۔ وہ ہر صبح دکان کے سامنے "خزل" (ایک مخصوص جڑی بوٹی) کی دھونی دیتے، کسی نے کہا علی رضا! تم یہ دھونی نظر بد سے بچنے کے لئے دیتے ہو یا کوئی اور بات ہے؟ اس نے کہا "نہیں! میں یہ دھواں اس لیے اڑا رہا ہوں کہ دکان کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا دوں۔ انہوں نے میری دکان کو فٹ پاتھ بنا دیا ہے"۔

رضا خان بیچارہ تو صرف چند پیادوں کو بھگانے کے لیے دھونی دیتا تھا۔ ہمارے حکام اور امریکا نے بارود کا دھواں پھیلا رکھا ہے تاکہ لوگوں کی توجہ ان سے ہٹتی رہے۔ ہم پر مسلط قوتیں اور ہماری روزمرہ سیاست کی چلن کا انحراف وانصراف، سب علی رضا کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ کوئی اس علی رضا سے نہیں پوچھ رہا کہ یہ بلاوجہ کا دھواں کیوں اڑا رہے ہو، جس نے پورے کوچے کو راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کرزئی اور امریکا کا اختلاف ہی دراصل رضا خان کا دھواں ہے۔

کرزئی اور واشنگٹن کا ظاہری اختلاف کچھ ایسے اسباب کی وجہ سے ہے جس میں کوئی سچائی نظر نہیں آتی۔ اس لیے کہ حالات کے اعتبار سے افغانی حکام اور واشنگٹن کے قول اور عمل میں فرق کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ لوگ اپنے ظاہری اختلاف کے ذریعے لوگوں کا شعور خریدنا چاہتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنی ان کوششوں میں کامیاب جا رہے ہیں۔

افغانستان کی سیکیورٹی کا مسئلہ، فوجی تنصیبات کا مسئلہ، امریکی امداد جاری رکھوانے کا مسئلہ، کانگریس سے اس معاہدے کی تصویب کا مسئلہ، اس جیسے کئی دیگر مسائل جو بظاہر پردے پر نظر آتے تھے، اختلاف کا باعث بن رہے تھے۔ بعد میں آہستہ آہستہ پس پردہ چھپے مسائل سامنے آنے لگے جن پر کبھی بحث نہیں کی گئی تھی۔ نہ ان کے بارے میں بات کی گئی تھی۔ گویا کہ موجودہ حکومت کے چند عالی جناب احباب کے مستقبل کا تحفظ ہی اختلاف کا سب سے بنیادی نکتہ ہے اور یہ امریکا سے افغانستان کے قوانین تڑوانے کی طرح ایک غیر مرئی معاہدہ ہے۔

عام لوگوں میں یہ اندیشے ایسے حالات میں سر اٹھا رہے ہیں کہ کرزئی کی حکومت خاتمے کے قریب ہے اور تقریباً سات ماہ کے بعد نئی حکومت کے بننے کے امکانات ہیں۔ ایسے حالات میں امریکا کے ساتھ کرزئی کا اختلاف ذرائع ابلاغ پر ایک اہم موضوع بن گیا ہے۔ حال یہ ہے کہ عوام کو دینے کے لیے نہ امریکا کے پاس کوئی جواب ہے نہ کرزئی کے پاس۔

ہم جانتے ہیں کہ جنگ قدرتی ذخائر پر ہے اور یہ جواہر امریکا سے زیادہ ایشیا میں ہیں مگر ایشیا میں امریکا کا داخلہ بھی ایسا آسان نہیں کیوں کہ یہاں ایسے کئی ممالک ہیں جن کے منہ میں زہریلے دانت ہیں۔ یہ زہریلے دانت نکالنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ان ممالک میں بغاوت پھیلائی جائے اور انارکی پیدا کی جائے۔ اس کام کا آغاز امریکا نے کر دیا ہے۔ چین کے لیے تبت، ماسکو کے لیے چیچنیا، ایران کے لیے موسوی، ہندوستان کے لیے پاکستان۔ اب جب امریکا ایشیا میں داخلہ چاہتا ہے تو اس کام کے لیے ایک نیا روڈ میپ پلان کیا گیا ہے جس کی مثال دہشت گردی کے نام سے شروع کی گئی حالیہ جنگ ہے۔ اس نئے کھیل میں جنگ کی تعریف نہیں مگر تولید ہے۔ بنے بنائے نظاموں کا توڑنا، لوگوں کے درمیان اقتدار کی جنگ چھیڑنا، ہر گرم ایشو میں انٹیلی جنس کا داخلہ اور معاشرے سے ایسے افراد کا خاتمہ جو بحرانوں کے حل کے لیے سوچتے ہیں یا عملاً سرگرم ہیں۔ یہ سب اس جنگ کی تولیدات کی مثالیں ہیں۔

اس طرح کے ایک تصور پر قائم جنگ پر وقت گزرنے کے ساتھ انتخابات بھی اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ کسی مرحلے کی گارنٹی اور ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے اگر موجودہ انتظامیہ میں امریکی مفادات کی تکمیل نہ ہو رہی ہو تو اس کے لیے لازمی طور پر حکومت کو تبدیل بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ ایسی صورتحال میں نئی انتظامیہ ممکن ہے گذشتہ 12 سالوں میں ہونے والے اخراجات اور مصارف کا ایک ہلکا سا جائزہ لے اور یہ حساب کتاب رسوا ہو کر سربازار عام ہو جائے۔ اس طرح موجودہ انتظامیہ میں شامل چند عالی جناب احباب کے کردار سے پردہ اٹھ جائے گا اور کھرا کھوٹا الگ ہو کر سامنے آجائے گا۔ اس لیے موجودہ انتظامیہ میں موجود چند عالی جناب احباب کے درمیان اپنی حفاظت کا سوال پیدا ہونا ایک

بقیہ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمالیں۔

جہاد میں جدت کا استعمال

تاریخ گواہ ہے کہ مجاہدین کے اس دیس میں بہت سے پر غرور جارحیت پسندوں کی کھوپڑیاں خاک ہو گئیں۔ جن کی کھوپڑیوں میں پانی پیا گیا۔ سکندر رومی سے لے کر انگریزوں اور روسیوں تک۔ اور اب بات آپہنچی ہے خونخوار امریکیوں اور نیٹو تک۔ سب یہاں سے عبرت کا درس لے کر گئے اور کچھ ابھی لے رہے ہیں۔ افغانستان کی جغرافیائی اہمیت، مست ہوائیں، ایشیا کے قلب میں اس مٹی کی اہمیت، افغانوں کا مضبوط اسلام اور دیانت داری، یہ وہ اسباب اور علتیں ہیں جس نے ہمیشہ دنیا کی جابر قوتوں کی توجہ اپنی جانب کھینچی ہے۔ مگر یہ بھی ایک زمینی حقیقت ہے کہ ایمان کی طاقت سے افغان عوام نے ایسے عالمی طاقتوں سے ٹکر لی اور اپنے پرانے انگریزی اور توڑے دار بندوقوں سے ان پر زمین تنگ کر دی ہے۔

مشہور استعمار اسکندر رومی جب پہلی مرتبہ دنیا پر قبضہ کرنے کے ارادے سے دریائے آمو کے پار اترا اور کئی برس کی محنت کے بعد بھی جب افغان عوام کی بغاوت کو فرو نہ کر سکا تو تب اس نے اپنے فلسفی استاد سقراط سے مشورہ مانگا۔ ایک خط میں مطالبہ کیا کہ افغانی ہر طرح کے دباؤ، سختی اور مظالم کے بعد بھی ہماری مخالفت سے باز نہیں آتے۔ مجھے مشورہ دو کہ میں قتل عام کر دوں اور موجودہ نسل سب کے سب زیر تیغ کر دوں۔

سقراط جس نے افغانستان کے طبعی جغرافیے کا مطالعہ کر رکھا تھا، اسے اس زمین کی طبعی خصوصیات معلوم تھیں۔ اس نے جواب میں یوں لکھا: "جہاں تک میں نے اس سرزمین کا مطالعہ کیا ہے مجھے معلوم ہوا کہ اس زمین میں جو بھی نسل پیدا ہو گی فطری طور پر وہ ایسے ہو گی کہ غیروں کی حاکمیت ان سے برداشت نہ ہو گی۔ اگر تم موجودہ نسل کو مکمل طور پر ختم بھی کر ڈالو تو نئی نسل تمہارے جیسے خارجیوں کے خلاف بغاوت کرے گی۔ اور آخر تک انہیں آرام نہیں آئے گا۔ تاریخی حوالہ جات کے مطابق انہیں فلسفیانہ مشوروں نے سکندر کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ سقراط کا شاگرد بنے اور اپنی فوج اس زمین سے نکال لے۔

امریکی جنرلز بھی ویتنام میں مکمل شکست کے بعد طرح طرح کے بہانے بنا کر بی باون طیاروں کے زور پر اسلامی سرزمین میں گھس آئے۔ دنیا کے دوسرے جابرانہ قوتوں سے سبق حاصل نہیں کیا۔ اب دیکھیے اس سرزمین میں عوامی رد عمل سے دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ اور اپنے مادی دبدبے کے باوجود پھر ذہنی اور عسکری شکست کا سامنا کر رہے ہیں۔ ہر وقت امارت اسلامیہ کے سرفروش مجاہدین ان پر حملے کرتے ہیں اور درجنوں فوجی اس میں ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ارزگان، کاپیسا اور ننگرہار سمیت کئی صوبوں میں ان کی کیمپوں اور اڈوں کو مسلسل حملوں کا سامنا ہے۔ اور کوئی ایسا دن نہیں آتا جس میں مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں کی خبریں میڈیا کی زینت نہ بنتی ہوں۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ افغان عوام جارحیت پسندوں کی کوئی صلح صفائی اور مذاکرات تسلیم نہیں کرتے۔ اور ان کا یہاں مستقل رہنا انہیں کسی صورت منظور نہیں۔ یہ صرف دعوی یا دھمکی نہیں بلکہ پتھر کی لکیر ہے جسے یورپی رہنما اور ذرائع ابلاغ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حتی کہ طالبان کی برقی ترقی کو طالبان کی جدت اور ترقی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی مہارتوں میں جدت بھی اختیار کر لی ہے اور آگے بڑھ رہے ہیں۔ امریکا کے معروف اشاعتی ادارے "فارن پالیسی" کی ایک تجزیاتی تحریر میں افغانستان، عراق، ویتنام اور لیبیا کی جنگ کا تجزیہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ "یہ ایک حقیقت ہے کہ جنرلز جنگ کے آغاز سے موافقت رکھتے ہیں مگر ماضی کی جنگیں ان کی یاد سے نکل جاتی ہیں۔

اگر کیٹگریاں بنائی جائیں اور برے سے اچھے معیار کی جانب ایک سے دس کی گنتی متعین کی جائے تو چند اہداف کا ذہن میں رکھنا ضروری ہو گا۔ انہیں افغانستان سے امریکا اور ناٹو افواج کے انخلاء میں جدید ہتھیار استعمال کرنے میں مہارت حاصل ہے۔

فارن پالیسی نے لکھا کہ عراق میں بھی شروع میں شدید گروپ حملے ہوئے مگر بعد میں یہ حملے سست پڑ گئے اور 2006 میں مسلح جنگجو کامیاب ہو گئے فارن پالیسی نے افغانستان کی جنگ میں ناٹو کو 4، عراق کی جنگ میں 7 اور لیبیا میں 9 نمبر دیے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین جو اس سرزمین کے بیٹے ہیں اور اپنے دین کی طرح اس مٹی کی حفاظت بھی خود پر قرض سمجھتے ہیں۔ اپنے مجاہد اسلاف کی پیروی میں ابراہیمی کلہاڑے سے شرک اور جارحیت کے بتوں کو ایسے توڑ پھوڑ کے رکھ دیں گے کہ افغانستان جارحیت پسندوں کے ذہنوں میں کسی افسانے کی طرح نہیں بلکہ سچے حقائق کی لکیروں میں محفوظ ہو جائے۔ کہ ان کے بعد ان کے بچے بھی اس طرف کا رخ کرنے سے خوف محسوس کریں گے۔ افغان مسلمان عوام آزادی، زمینی آزادی اور شرعی نظام سے محبت رکھنے والی قوم ہے۔ اور انہیں اقدار کی سالمیت کے لیے جارحیت کے تیرہ برس بھی پوری جوانمردی اور عزم سے لڑ رہے ہیں۔ جارحیت پسند اگر اپنی سالمیت اور نجات چاہتے ہیں سب سے پہلے انہیں جارحیت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ وگرنہ مجاہد عوام کے حوصلے بہت بلند ہیں اور وہ اس مقدس عبادت کی خاطر سروں کے نذرانے بھی دینے کو تیار ہیں۔ وہ وقت بھی دور نہ ہوگا جب جارحیت پسند اپنے آباء کی طرح یہاں سے زخموں سے چور چور ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اور یہ مجاہد عوام اپنے مستقبل کے معاملات اپنے ہاتھ میں لیں گے۔

✡✡✡

بقیہ از: کابل اور واشنگٹن کے درمیان اختلافات

معقول امر ہے۔ یہ پریشانی انہیں اس بات پر مجبور کر سکتی ہے کہ وہ امریکا کے ساتھ ایک ناجائز اور غیر قانونی معاہدہ کریں۔

امریکا اگر موجودہ انتظامیہ سے انفرادی تحفظ کے حوالے سے کوئی معاہدہ کرتا ہے یا چند ذمہ داروں کا مستقبل قانونی گرفت سے آزاد کرانے یا ان کے مدد کی گارنٹی دیتا ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ امریکا کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسا کرے، کسی کو قانونی چھوٹ دینے نہ دینے کا فیصلہ امریکا کے ہاتھ ہی میں کیوں؟ اور پھر اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان ہزاروں بے گناہ انسانوں کا قتل واقعتا بالارادہ تھا۔ جس کا جواب تاریخ کے کسی موڑ پر امریکا کو تاریخ کے جبر کے سامنے دینا پڑے گا۔ مگر دوسری افغان عوام ہیں جنہیں اس طرح کے معاہدے اور وعدے قبول نہیں۔ اور نہ یہ لوگ کرپشن کے جال میں پھنسے ہوئے چند افراد کی حمایت کرنے کو تیار ہیں کیونکہ چند افراد کی تحفظ کے معاملے میں انہیں اپنا مستقبل آج سے بھی زیادہ بدتر نظر آتا ہے اور اسی لیے اس کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں۔

■ ■ ■

بقیہ از: امریکیوں کا استعمال کب تک

ذریعے تم باعزت اور شریف افغانوں کو بے آبرو کر سکو گے۔ ان کی جائیدادیں لوٹ لو گے مگر افغان عوام کی مزاحمت میں ذرہ بھر کمی نہیں آئے گی۔ تمہارا پڑھایا ہوا سبق بڑی حد تک کامیاب جا رہا ہے۔ یہ امریکی زندہ انسانوں کو گاڑیوں سے باندھ کر زمین پر گھسیٹتے ہیں، مردہ لاشوں کو ٹینکوں سے باندھ کر کھینچتے ہیں مگر تم امریکیوں کو اس بات کا اندازہ ہو جانا چاہیے افغان عوام ان وحشتوں کے آگے کبھی اپنے ایمان اور غیرت کا اسلحہ نہیں رکھیں گے۔ بلکہ مزید حساسیت بڑھ جاتی ہے اور کئی گنا بڑھ کر مقابلے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں

افغانوں نے کلم جموں کے مظالم سہے جو مخالفین کی سروں میں کیلیں ٹھونکتے تھے، زرداویوں اور نظار کے مظالم برداشت کیے، سیاف کے وحشیوں کے مظالم دیکھے مگر کبھی اپنے دین اور عزت کا سودی نہیں کیا اور کبھی ان کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ اور سب سے واضح حقائق تو یہ ہیں کہ غیور افغانوں نے امریکی بی باون کا مقابلہ انتہائی بے جگری سے کیا اور کبھی ان کا جذبہ ٹھنڈا نہیں پڑا، کبھی ان کا حوصلہ نہیں ٹوٹا، یہ امریکی لفنگے تو کچھ بھی نہیں کر سکتے بلکہ عوام کے مضبوط عزائم اور مجاہدین کے آپریشن سال، ڈیڑھ سال میں انہیں خس و خاشاک کی طرح مٹا دیں گے۔ ان شاء اللہ

بقیہ از: کیا جنگ کے اصل فریق امریکی نہیں؟

واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ کے مطابق 50 ہزار افغانوں کو شہید کیا گیا ان کی شہادت میں امریکیوں کے معاون اور مددگار کون تھے؟ امریکیوں کو کس نے بتایا کہ یہ دوست ہے اور یہ دشمن؟

اب جب بات ان کے بس سے باہر ہو گئی ہے۔ انہیں اپنی شکست نوشتہ دیوار کی طرح نظر آ رہی ہے۔ اب وہ خود کو ثالث بنا کر پیش کر رہے ہیں اور جنگ کے اصل فریق کابل انتظامیہ اور طالبان کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اصل جنگجو اور فریق امریکی ہی ہیں کابل انتظامیہ ان کے ہاتھ کی عصا ہے۔

طالبان کا یہ مؤقف کہ وہ اب تک کابل انتظامیہ سے بات چیت کے لیے تیار نہیں وہ اسے ایک بے اختیار اور بے صلاحیت سمجھتے ہیں۔ امریکی ہی اس جنگ میں اصل فریق ہیں۔ بے شک یہ ایک معقول اور بجا موقف ہے۔ اس لیے کہ امریکیوں نے خود کئی مرتبہ اپنے معاہدوں کی مخالفت کی ہے۔ اور معاہدے توڑے ہیں۔ یہ بات تو کسی طور تسلیم کیے جانے کے قابل نہیں کہ امریکی کٹھ پتلی اور غلام کسی سے معاہدے کریں اور امریکہ اس کی پابندی کرے۔

◆◆◆

اربکیوں کا استعمال آخر کب تک

عبید تنویر

بات اب امریکیوں کی سمجھ میں پوری طرح آگئی ہے اور انجام کار ان پر ثابت ہوچکا ہے کہ اب مزید افغانستان کو ہضم کرنا یا اس پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا امریکیوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ گذشتہ 13 سالوں میں انہیں نہ طالبان اور مجاہدین کو شکست دینے میں کامیابی ہوئی اور نہ افغانستان کے کسی حصے میں طالبان کے خوف سے انہیں آزادی ملی۔ نوبت بایں جا رسید کہ حالیہ چند سالیوں سے عام لوگ مکمل طور پر طالبان کی جانب متوجہ ہوگئے ہیں اور ان کی حمایت میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہوگئے ہیں۔

امریکیوں اور کابل انتظامیہ کے کٹھ پتلیوں کو یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ ان کے مقابلے میں طالبان کی صف سے لڑنے والے مجاہدین صرف مدرسے اور مسجد کے طلبہ نہیں بلکہ ان کی اپنی قائم کردہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ بھی ہیں۔ جو جہاد اور قربانی کی صف میں کھڑے ہیں اور ان پر شدید حملے کررہے ہیں۔ دوسرے عام مسلمانوں اور مختلف طبقات کے لوگوں کو رہنے دیجیے، جنہوں نے اپنا سب کچھ جہاد کے لیے وقف کر رکھا تھا اور کسی قسم کی فداکاری سے دریغ کرنے کو تیار نہیں تھے۔

ایسے درجنوں واقعات مجاہدین نے سنائے ہیں کہ ہماری مجاہد ماؤں بہنوں نے زیورات اور استطاعت کے مطابق نقد رقم مجاہدین کو بھیجی اور ان سے کہا کہ انہیں کسی قیدی کو آزاد کرانے میں خرچ کردیا امریکی فوجیوں کی کانوائے کے نیچے رکھے جانے والے بموں میں انہیں لگاؤ تاکہ بہت زیادہ امریکی مرجائیں اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں یہ {خواتین} بھی اس جہاد میں شریک بن کر جائیں اور انہیں بھی جنت نصیب ہوجائے۔

مجاہدین کے ساتھ عوام کی اسی ہمدردی اور تعاون نے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کو جنون میں مبتلا کردیا ہے، ان پر تمام راستے بند ہوگئے تو بالآخر سب سے فرسودہ اور استعمار کا پرانا آزمودہ طریقہ ایک بار استعمال میں لے آئے یعنی قبائلی لشکروں اور اربکیوں کا قیام۔ تاکہ ان اربکیوں کے ذریعے ان مجاہد افغان عوام کو اذیتیں دی جائیں اور انہیں مظالم کا شکار بنایا جائے جو مجاہدین کو رات گزارنے کے لیے ٹھکانہ، کھانا یا پانی فراہم کرتے ہیں۔

ہم دیکھ سکتے ہیں اپنے گاؤں اور اڑوس پڑوس میں اربکیوں اور مجاہدین کا مقابلہ، اچانک سامنا نہ ہوجائے یا فرار کی راہ مفقود نہ ہوجائے یہ لوگ مجاہدین سے مقابلے کے لیے خود آگے نہیں بڑھتے۔ یہ مجاہدین ہی ہیں جو اربکیوں کی جڑیں مٹانے کے لیے ہر جگہ انہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اربکی مجاہدین کے مقابلے کے لیے آگے کیوں نہیں بڑھتے اس لیے کہ اربکیوں کو جو مہم سونپا گیا ہے وہ یہی ہے کہ کسی طرح عام لوگوں کو اذیتیں دی جائیں، ان کے گھر لوٹ لیے جائیں اور گھر گھر میں لڑائی جھگڑے اور نفرتیں پیدا کی جائیں۔

چند دن قبل غالبا 20 اگست کو صوبہ غور ضلع دولینہ میں امریکی جمہوریت کی فرمانبردار فوج {اربکیوں} نے ایک بھرے گاؤں کو پہلے وہاں سے نقل مکانی پر مجبور کردیا۔ اور پھر ایک دم چوری اور لوٹ مار شروع کردی۔ 600 بھیڑ بکریاں، 700 گائے اور 150 موٹر سائکلیں اپنے ساتھ لے گئے۔

یہ واقعہ مشت نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کیا گیا۔ دیگر جزئی واقعات اور ظلم وزیادتی کے قصے تو رہنے دیجیے جب وہ عام راستوں پر نکل کر لوگوں کی جیبیں خالی کردیتے ہیں، موبائل فون چھین لیتے ہیں، گھڑیاں اور جو کچھ قیمتی چیز نظر آئے لے لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھ میں اٹھایا ہوا سودا سلف اور گھر کے لیے لے جایا جانے والا اراشن بھی نہیں چھوڑتے۔

اس لیے اب ہم امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں سے کہتے ہیں کہ اس طرح کے جرائم پیشہ عناصر اور معاشرے کے سب سے زیادہ رذیل افراد کا استعمال کب تک کرتے رہوگے۔ اپنے دفاع کا کونسا گوشہ ہے جسے تم اربکیوں سے پُر کروگے؟ اور اس کے ذریعے افغان عوام کو اپنے عزم اور مضبوط ارادوں سے کب تک باز رکھوگے؟

ہم مان لیتے ہیں تمہاری جمہوریت کی آخری سوغات {اربکیوں} کے

بقیہ: صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمالیں۔

اتحاد کی خباثتوں سے پردہ اٹھتا ہے۔۔۔

شمالی اتحاد کے اندرونی اختلافات کی کہانی

لطیف عزم

افغانستان خصوصاً شمال کے دیندار اور مظلوم عوام پرانے اور نئے اتحادوں کی ساری حقیقت جانتے ہیں۔ جو لوٹ مار، افغانستان کی تباہی اور اسلام اور قوم کی تباہی، مسلمانوں کے خلاف زمینوں پر قبضہ اور مخالفت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یہی اتحاد تھا جس نے شمال کے ہزاروں نوجوانوں کو جنگوں میں دھکیل دیا، وحشت اور سربریت ان کے کانوں میں گھول دی، جس کے بدلے اتحادی ٹھیکیدار مزے لیتے رہے، پیسے کماتے رہے اور عالمی شیطانی نیٹ ورکس سے سیاسی رشوتیں حاصل کرتے رہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ افغانستان کے جنوب اور دیگر قبائل میں اس طرح کے کٹھ پتلی نہ ہوں گے۔ اس لیے سیاف، کرزئی، شیرزئی، وقاد، حاجی دین محمد، ارغندیوال، عبدالحکیم نامجاہد اور اس طرح کے دیگر سینکڑوں مردود اور مزدور چہرے بھی ہیں جنہوں نے عظیم افغان قوم کے حق میں بڑی غداری کا ارتکاب کیا اور اب تک ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔ مختلف بہانوں سے ان کی عزت اور عصمت کی تجارت جاری رکھی۔ اللہ کی گرفت اور قوم کے احتساب سے ان شاء اللہ انہیں خلاصی نصیب نہ ہوگی۔ بہر حال اتحاد کے جانے پہچانے چہروں کی تازہ منڈی کا تعارف آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جو اپنی زبان سے افغان عوام اور شمال سے کی گئی جفاکاریوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنے ناپاک ارادوں سے پردے اٹھاتے ہیں۔

حالیہ دنوں میں بلخ کے بدمعاش گورنر کمانڈر عطاء اور تورن اسماعیل خان نے منظم طور پر جمعیت کے کئی اہم ارکان سے ایک ہفتے تک گرم ملاقاتیں کیں۔ ان کا ہدف یہ تھا کہ اب کی بار تنظیم جمعیت اور اتحاد کا نام استعمال کرنے والے چند افراد کا راستہ روکا جائے اور ایک نیا کھیل کھیلا جائے۔

کمانڈر عطا اور اسماعیل کی ان کوششوں کا مقصد کبھی بھی یہ نہیں تھا کہ وہ شمال کے عوام کے غم میں مرے جا رہے ہیں یا ان کے بقول پنج شیریوں سے تاجک اقوام کے غصب شدہ حقوق واپس دلانا چاہتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ شمال کے جسم سے بقیہ ماندہ توانائی بھی چوس لینا چاہتے ہیں جسے ایک بار پہلے پنج شیری چوس چکے ہیں۔ اس لیے کہ کمانڈر عطا کی دادا گیری اور بدمعاشی تو بلخ کا ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے کہ وہاں اونچی کوٹھیاں اور بنگلے کس کے ہیں وہاں کے ٹھیکے کس کے ہاتھ میں ہیں۔ ہزاروں ایکڑ عوامی شخصی اراضی پر کس نے قبضہ کیا، دولت کی نہریں کس طرف بہتی ہیں اور پورے بلخ میں کوئی یہ جرات کیوں نہیں کر سکتا کہ کمانڈر عطا کی فیصدی دیے بغیر کاروبار اور تجارت شروع کرے۔

گزشتہ ہفتے کمانڈر عطا، اسماعیل خان، صلاح الدین ربانی اور کئی دیگر افراد مارشل فہیم کے گھر گئے۔ اسے واضح الفاظ میں کہا کہ اب مزید بات چیت کا وقت گذر چکا ہے آیئے اب آئندہ صدارتی انتخابات کے لیے ایک ایسے امیدوار پر متفق ہو جائیں جو جمعیت کے اکثریتی رہنماؤں کی جانب سے منتخب کیا گیا ہو۔ اگر تم پنج شیری وزراء ہمارے ساتھ متفق نہیں ہوتے تو تمہیں جمعیت اور تاجکوں کے بڑے رد عمل کا سامنا کرنا ہوگا اور ہو سکتا ہے ان [پنج شیریوں] کو جمعیت سے نکال دیا جائے۔

مگر چیف مارشل نے انہیں کوئی خاص اہمیت نہ دی اور جواب دیا کہ پنج شیری اور فہیم جس مرتبے کو پہنچے ہیں انہوں نے اتنی تکلیفیں اور زحمتیں اٹھانے کے بعد اپنی اہمیت منوائی ہے تمہیں ہماری مرضی کا ہی کوئی امیدوار کھڑا کرنا ہوگا ورنہ ہم تمہاری کوئی بات تسلیم نہیں کریں گے۔

اس کے بعد ایک اور اجلاس جمعیت کے کاغذی سربراہ کے گھر میں

ہوا، اس مجلس میں تورن اسماعیل خان نے انتہائی صراحت سے تند وتیز باتیں کیں۔ کہ گذشتہ 12 سالوں میں تنظیم پر چند مسلط چہروں کا قبضہ ہے، خاص کر پنج شیریوں نے اقتدار، مادیات اور سیاست سب کچھ کے حصول کے لیے جمیعت اور شمالی اتحاد کا استعمال کیا۔ بلکہ پنج شیریوں نے سب کچھ ایک فیملی اور ایک ضلع میں منحصر کر لیا ہے۔ تورن اسماعیل نے کہا احمد شاہ مسعود اگر کچھ کر رہے تھے یا کسی کی نمائندگی کر رہے تھے تو وہ ایک شخصیت تھی، ان کے بعد کسی کو یہ حق نہیں کہ جمیعت کے حقوق پر پنجے گاڑھ کے بیٹھ جائے۔ یہ عجیب تقسیم اور انصاف ہے کہ کابل کی عبوری حکومت بنتے ہی صدارتی معاون، دفاع، داخلہ، خارجہ، قومی تحفظ، خ واد قاف اور اطلاعات وثقافت کی ساری وزارتیں، انتظامی ادارے، ہلال احمر، کئی صوبے اور باہر ممالک میں سفارت سب کے سب ایک ہی صوبے کو مل گیا اور چند ہی لوگوں نے ان سب کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

اسماعیل خان نے کہا اگر حقداری کی بات ہے تو وزارت دفاع کے سب سے زیادہ مستحق وہ خود ہیں۔ اسماعیل خان کے مقابلے میں یونس قانونی نے انتہائی طیش میں گفتگو کی اور صراحت سے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو کہ ایک ضلع کے لوگوں نے خیانت کی ہے یہ بالکل خیانت نہیں بلکہ حق دار کو اس کا حق ملا ہے۔ انہوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں جس کی وجہ سے امریکیوں نے انہیں اہل سمجھا ہے۔ قانونی کی آخری بات یہ تھی کہ تم لوگ بھی اتنی تکلیفیں اٹھاؤ اور دنیا والوں کے سامنے خود کو نمایاں کر دو پنج شیری تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔

بعد ازاں کمانڈر عطا نے گفتگو کی۔ انہوں نے اسماعیل خان کے سارے باتوں کی تائید کی مگر ایک بات مزید کہی کہ انہوں نے برداشت اور کسر نفسی سے کام لیا ہے اور صرف بلخ کے صوبے پر قناعت کی ہے۔ وگرنہ میرے خیال میں انصاف یہ ہے کہ انہیں صدر یا نائب صدر بنایا جائے۔ عطا نے یہ بھی کہا کہ تم پنج شیریوں نے گذشتہ بارہ سالوں سے ہمارا سودا کیا اگر ٹھیک نہیں ہوگے تو پھر تم اپنی راہ لو ہم اپنی راہ چلیں گے۔

اس آخری مجلس میں مندرجہ ذیل افراد نے شرکت کی تھی:

عطا محمد نور، امیر اسماعیل خان، احمد ضیا مسعود، صلاح الدین ربانی، ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ، استاد محقق، عرفان علی عرفانی، حضرت علی، احمد ولی مسعود، محمد یونس قانونی، سید حسین انوری، نورالحق علومی، ہمایون شاہ آصفی، سید علی کاظمی، اشراق حسینی، انجینئر محمد عاصم، فضل الکریم ایمان، فاضل سانچارکی۔ حقیقت کہیں تو اتحاد کے نام پر جمع ہونے والے چہروں نے بلا کسی تفریق اور تشخیص کے افغان عوام خصوصاً شمالی علاقوں کے اقوام سے غداری میں کبھی کوئی موقع فروگذاشت نہیں کیا۔ یہی شمالی اتحاد کے چہرے تھے جنہوں نے پہلے افغانوں اور شمالی علاقوں کو روس اور ہندوستان کی غلامی قبول کرنے پر مجبور کیا۔ پھر ایران، ازبکستان، تاجکستان اور ترکی کی استعماری قوتیں ان پر مسلط کر دیں۔ آخر جب غلامی کے سارے راستے بند ہو گئے تو ان کے ہاتھ امریکا اور ناٹو تک لمبے ہوتے چلے گئے۔ انہیں قوتوں نے بالآخر افغانستان کی عزت، حرمت اور حریت اسلام کے ابدی دشمنوں کے قدموں میں قربان کر دی اور 40 وحشی لشکروں کو انتہائی فخر سے دعوت دی کہ افغانستان پر جارحیت کر کے اس پر قبضہ کریں اور اس کی آزادی اور استقلال سلب کر کے رکھ دیں۔

شمالی اتحاد کے دیگر ناروا اقدامات رہنے دیجیے ایک طرف، جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل اور کابل یونیورسٹی شریعت ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ اور جہاد کے مشہور دعوہ گیر برہان الدین ربانی کی باتیں اب بھی مجھے یاد ہیں جو انہوں نے امریکی حملے کے آغاز کے وقت بی بی سی فارسی سے گفتگو کرتے ہوئے کہی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا:

> "اگر اسرائیل بھی طالبان کو کمزور کرنے میں ان کے ساتھ فوجی اور اقتصادی تعاون کرے تو وہ انتہائی فخر سے ان کا یہ تعاون قبول کریں گے"

مگر شمال کے دیندار عوام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سمجھ گئے کہ اتحادی رہنماؤں کی لیڈری اور پالیسیوں سے شمال کے عوام کو کبھی کوئی سلامتی یا خیر نہیں پہنچا۔ بلکہ پیسے، سیاسی رشوت، سیاسی پناہ لینے اور شخصی مفادات سمیٹنے کے لیے ان لیڈروں نے ہمیشہ عوام کو قربانی کا بکرا بنایا اور بار بار ان کے سروں پر سودے بازی کی۔ ان کا بس چلے تو یہ سلسلہ آگے بھی چلتا رہے لیکن۔

اے بسا آرزو کہ خاک شد

❖ ❖ ❖

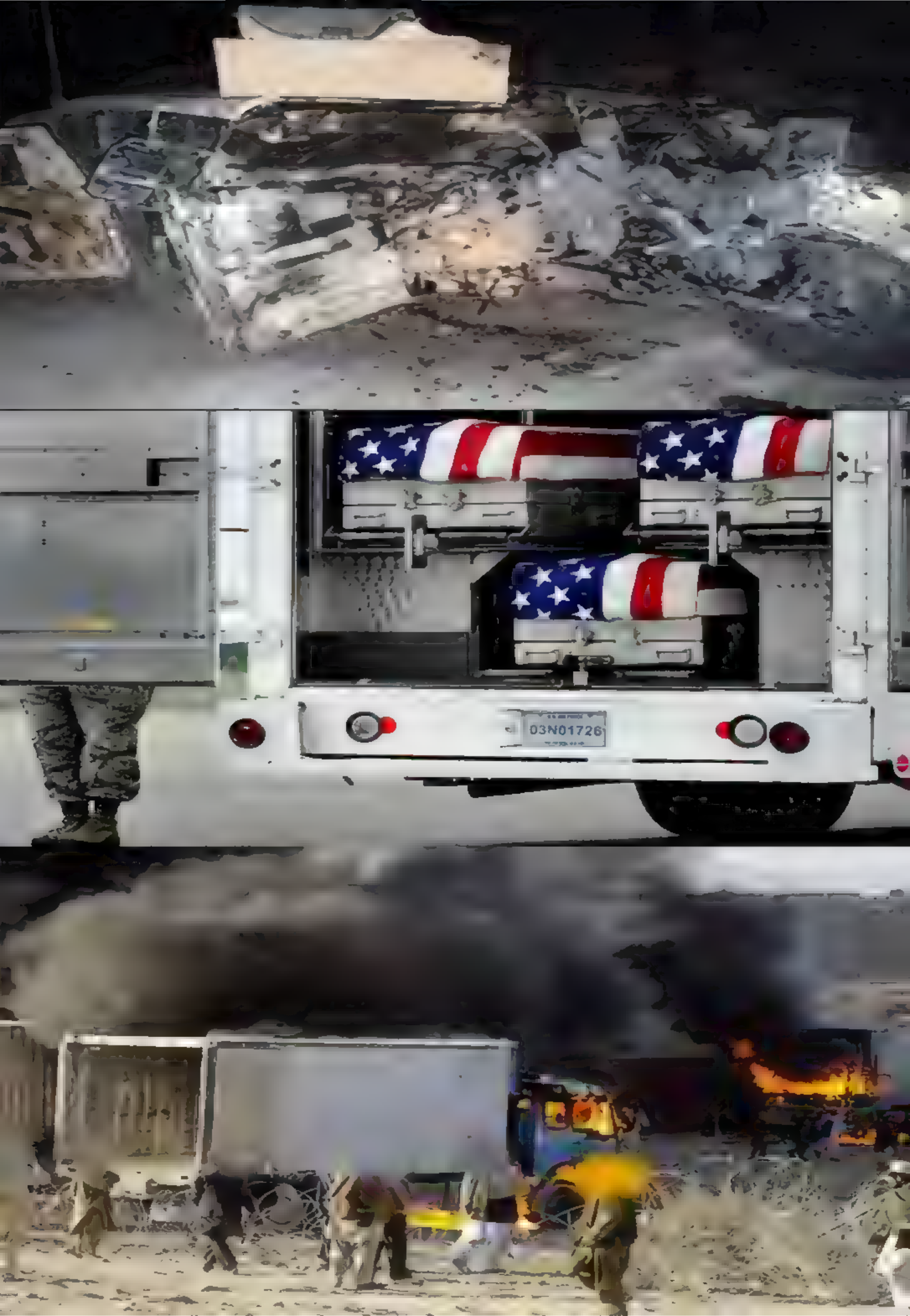
03N01726

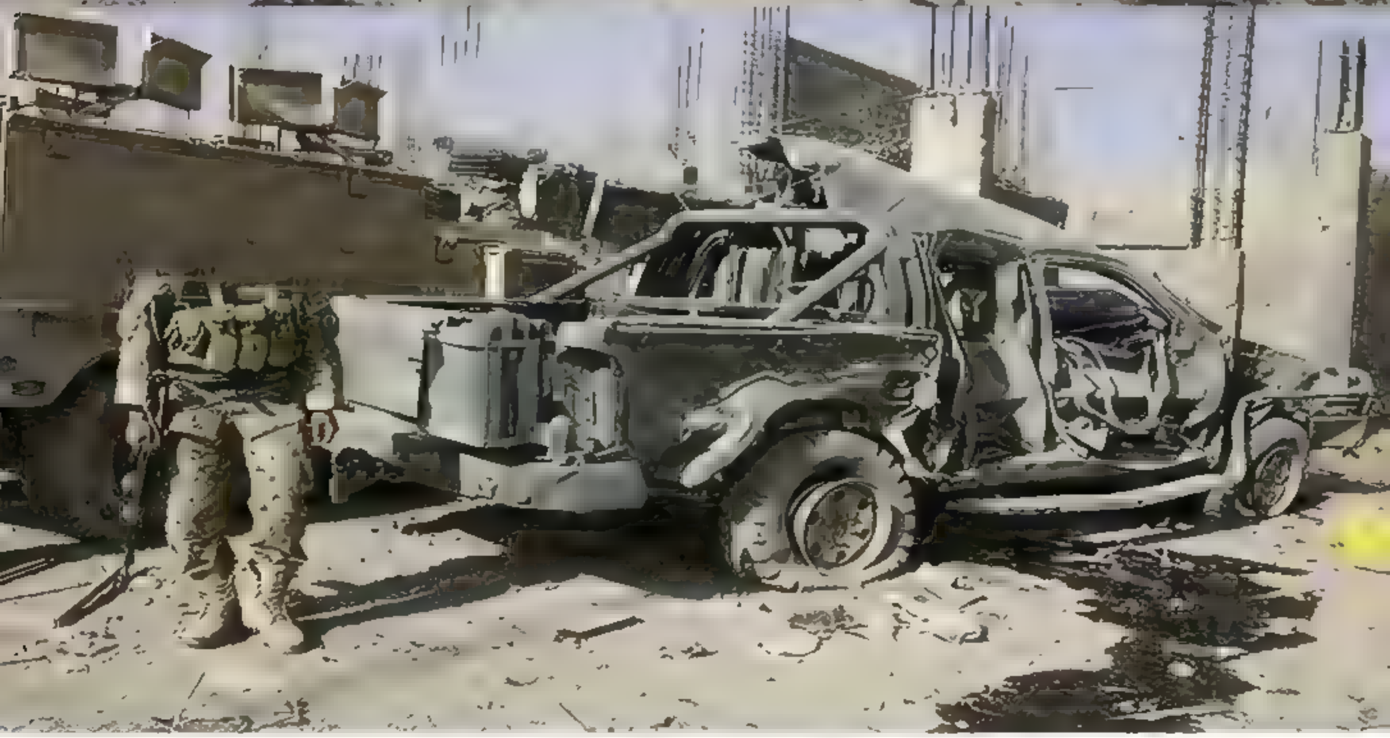

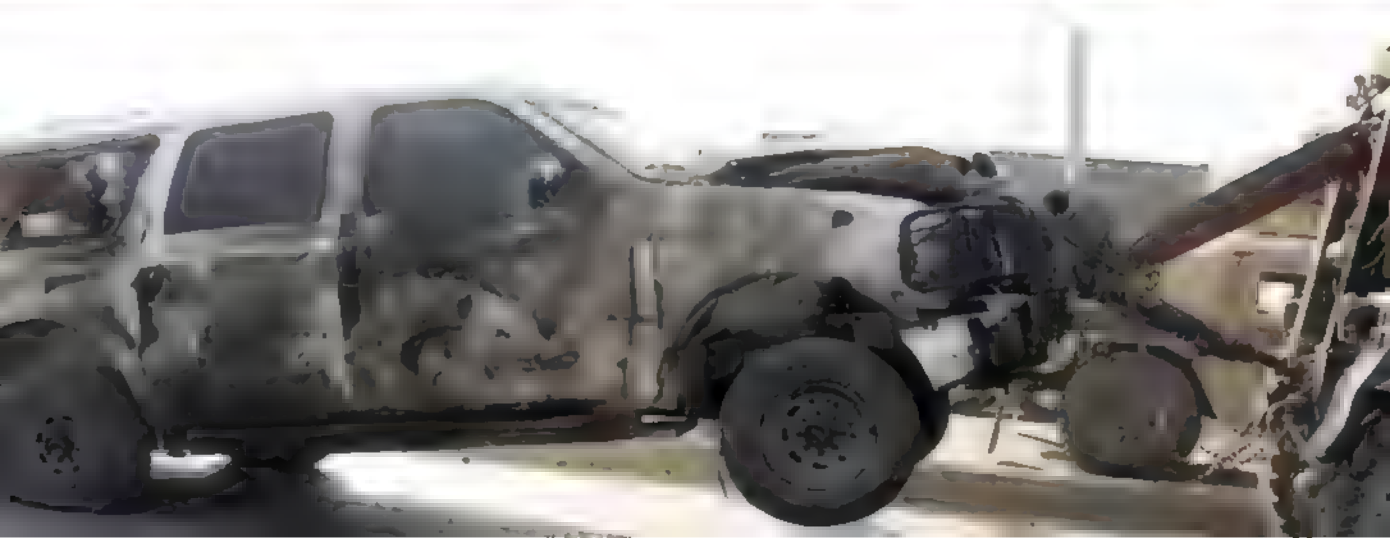

اولیاء زابلوال

کیا جنگ کے اصل عامل اور فریق امریکی نہیں؟

اس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ امریکا اب افغانستان میں سخت شکست سے دوچار ہوچکا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ میدان جنگ میں اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی، اس لیے وہ چاہتا ہے اپنی شیطنت اور چالاکی سیاست کے بازار میں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ تاکہ جنگ کی رسوائی اور شکست کو چھپا کر عام ذہنوں کو پھیر دے۔ امریکیوں نے گذشتہ 13 سالوں میں طرح طرح کی زور آزمائی اور اسٹریٹیجک منصوبوں کو استعمال کرکے بہت زیادہ کوششیں کیں کہ شمال کے جنگجوؤں اور مغربی ہوٹلوں سے درآمد کیے گئے افغان نماچہروں کے ذریعے ایسی انتظامیہ قائم کی جائے جو طالبان کے حملوں کا جواب دے سکے۔ اور امریکیوں کی بجائے یہ لوگ اس جنگ کو آگے بڑھائیں۔ بجائے اس کے کہ امریکی فوجی ہلاک یا زخمی ہوں افغان نیشنل آرمی غلامی کا یہ بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھالے۔ اگرچہ امریکیوں نے اپنی اس چالاکی سے نیشنل آرمی کا بیڑہ غرق کردیا ہے، جنگ میں انہیں ڈھال کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ امریکیوں سے کئی گنا بڑھ کر ان کی جانیں اس جنگ میں کام آئیں، ان کے ٹینکوں کے پرخچے اڑے، ان کے ہیلی کاپٹر تباہ ہوگئے۔ یعنی جنگ کے تسلسل میں نہ کوئی کمی آئی ہے اور نہ تعطل کا شکار ہوا ہے۔ اور نہ امریکی فوجیوں کے نقصانات کی سطح کم ہوئی ہے۔

یہ بات ہر کوئی مانتا ہے کہ گذشتہ آٹھ سال پہلے کی بنسبت حالیہ 2، 3 سالوں میں امریکیوں کو بھاری جانی نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ یہ سلسلہ اب اور بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے امریکیوں نے انتہائی کوشش کی کہ اپنے غلاموں کو تسلط دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام اور اس حربے میں بھی انہیں سخت شرمندہ کردیا ہے اور انہیں اپنی بھرپور طاقت، وحشت اور وسائل کے باوجود اس بات میں کامیابی نہیں ملی کہ صرف کابل شہر کی سیکیورٹی ہی سنبھال سکیں اور اس دارالحکومت ہی کا دفاع کرسکیں۔

دوسری طرف امریکیوں سے بڑی غلطی ہوئی وہ یہ کہ افغانستان کی سرزمین میں انگریزوں اور روسیوں کی تاریخی شکست کا صحیح اندازہ نہیں کرسکے یا ان کا خیال تھا کہ افغانستان بھی خلیجی ممالک کی طرح اور امارت اسلامیہ کی قیادت عرب ممالک کے بادشاہوں کی طرح خوابوں اور آرام میں مستغرق ہوں گے جو اقتدار کو دوام دلانے کے لیے امریکیوں کی ہر بات بلا چوں چرا اچھے بچے کی طرح مانتے جائیں گے۔

افغانوں نے جاری جہاد اور مزاحمت کے ذریعے امریکیوں پر ثابت کردیا کہ ان کی اپنی زمین اور اپنے مقدسات کی حفاظت اور غیرت کی زندگی ہر چیز سے عزیز ہے۔ امریکیوں نے جو فیصلے کیے تھے یا جو اندازے قائم کیے تھے وہ سب ختم ہوگئے۔ انہیں یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ ان کی ترقی یافتہ جنگی ٹیکنالوجی اور فضا سے زمین پر چارانچ کی چیز دیکھنے والی ٹیکنالوجی بھی افغانستان میں اندھی اور ناکام ہوگئی ہے۔

امریکیوں کو جب یہ بات سمجھ آگئی کہ ان کی تمام تر جنگی پالیسیاں ناکامیوں کا شکار ہوگئی ہیں اور یہ سلسلہ اب قابل عمل نہیں رہا تو طالبان سے مذاکرات اور بات چیت کا راستہ اختیار کرلیا۔ اس لیے مذاکرات سے قبل شیطنت اور چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بات پھیلانی شروع کردی کہ اصل جنگ تو کابل انتظامیہ اور طالبان کے درمیان ہے اور یہ لوگ (امریکی) صرف ثالث کردار ادا کریں گے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ کابل کے کٹھ پتلیوں کو جب تمہارا راشن نہیں ملتا، تمہارے ٹینک، طیارے، اسلحہ اور ڈالر سب ایک ساتھ یہاں نہیں پہنچتے ان کا افغانستان میں ایک دن کے لیے رہنا کیا ممکن ہوتا ہے؟ کیا انہیں حاکموں نے اسی خوف سے اپنے بیگوں میں امریکا اور دوسرے مغربی ممالک میں سیاسی پناہ کے کاغذات اور ویزے تیار نہیں کیے؟ کیا ان کی فیملیاں اور بچے ابھی ہی سے مغربی ممالک میں نہیں رہ رہے؟

امریکا کیسے لوگوں کے ذہنوں سے یہ حقائق محو کرے گا کہ گذشتہ 13 سالوں میں ان کے سیاسی جاسوس اور ترجمان کون لوگ رہے، انہیں راستے اور گلیاں کون بتاتا رہا، وہ 10 لاکھ افغانی جنہیں بگرام، کابل، گوانتاناموبے، قندہار اور شمال کے خفیہ اور علانیہ جیلوں میں اذیتیں دی گئیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمالیں۔

یوم آزادی

حافظ محمد خراسانی

افغانستان میں داخلی جنگوں کے علاوہ روسیوں، ایرانیوں اور انگریزوں کی سیاسی جارحیتیں اپنے عروج پر تھیں۔ خاص کر انگریز افغانستان کی پہلی جنگ انتہائی دردناک انداز میں ہار گئے تھے۔ اس لیے اپنا بدلہ لینے اور اس ملک پر قبضہ کرنے کے لیے 21 نومبر 1878 کو ہمارے ملک پر جارحیت کر دی۔ ایک فوج درہ بولان کے راستے قندھار پر حملہ آور ہوئی، دوسری فوج "کرمی" کے راستے افغانستان میں گھس گئی اور تیسری فوج نے خیبر کے راستے افغانستان میں داخلے کا ارادہ کیا۔

فریڈرک البرٹس کی فوجیں "پیواڑ" تو پار کر گئیں مگر 17 جنوری 1879ء کو زدران، مسعود، علی خیل، اور منگل کی فوجوں نے ہر طرف سے ان پر حملہ کر دیا۔ رابرٹس کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور وہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ واپس "کرمی" بھاگ جائیں۔ خیبر کی جنگ میں سیموئیل براون کی فوج جو 21 نومبر 1878 کو علی مسجد کے قریب پہنچ گئی تھی، انہیں افغان غازیوں کی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لیے فرنگیوں نے مجبورا اس راستے کی سیکیورٹی اپنے قبضے میں رکھنے کی امید پر چھ ہزار فوج جنرل میڈ کی کمان میں اس راستے پر بٹھا دی۔ جنرل براون کو اس سے تقویت ملی۔ راستے میں مومند اور شینوار کے علاقوں کی تباہی کے بعد یہ فوج جلال آباد پہنچ گئی

قندھار شاہراہ پر جنرل سر ڈونلڈ کی فوج نے 21 نومبر 1878 کو اپنے حملے کا آغاز کیا، مجاہدین کے سخت رد عمل کی وجہ سے بہت سے فوجی ہلاک اور ذرائع نقل و حمل تباہ ہو گئیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ فرنگیوں کو ایک بار پھر جان و مال کے بھاری نقصانات اٹھانے پڑے اور غیور افغانوں کو اپنا غلام بنانے کا ان کا خواب ایک بار پھر الٹا ہو گیا۔ انہیں سمجھ آ گیا کہ افغانستان پر قبضہ انہیں بہت بھاری پڑے گا۔ ہندو کش تک پہنچنے کی ہوس ان کے دماغ سے نکل گئی اور وہ واپسی کا راستہ تلاش کرنے لگے۔ بات چیت کی ذمہ داری کیوناری کو دی گئی تھی کہ یعقوب خان سے صلح کے مذاکرات کرے۔ تاکہ افغانستان پر عملی قبضے کی بجائے مذاکرات کے

ذریعے ملک پر سیاسی طریقے سے اپنا اقتدار قائم کر لے آخرکار 26 مئی 1879 کو گندمک میں محمد یعقوب خان نے ایک انتہائی نامناسب معاہدہ کیا جس کی رو سے محمد یعقوب خان نے یہ تسلیم کر لیا کہ "خیبر اور مچنی کے علاقے انگریزوں کے حوالے کئے جائیں گے اور وعدہ کیا کہ ان علاقوں کے شہریوں سے مکمل طور پر قطع تعلق کریں گے، اس نے انگریزوں سے وعدہ کیا کہ "ٹل" اور "شتر گردن" کے علاقے بھی فرنگیوں کے حوالے کیے جائیں گے۔ افغانستان کے بیرونی تعلقات کی ساری ذمہ داریاں برطانیہ کو دی جائیں گی۔ آخر میں یعقوب سے یہ بھی منوالیا گیا کہ وہ لوگ جو انگریزوں کی خدمت میں تھے ان کے کٹھ پتلی تھے ان کے لیے عام معافی کا اعلان کیا جائے گا"۔

مغرب میں دیکھا تھا، مگر یعقوب خان نے ان کا یہ خواب سچا کر دکھایا اور افغانستان کی مکمل خود مختاری کو سخت نقصان سے دوچار کیا۔ لیکن جیسا کہ تاریخ شاہد ہے افغان عوام نے اپنی زمین میں انگریزوں کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور اپنے خلاف جارحیت کرنے والوں کو ہمیشہ دندان شکن جواب دیا ہے۔ اسی دن سے افغانستان کی سیاسی آزادی انگریزوں کے ہاتھوں میں چلی گئی یہاں تک کہ امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد ان کے بیٹے امیر امان اللہ خان غازی نے 1919 میں اپنی بادشاہت کے اعلان کے ساتھ ملک کی خود مختاری اور استقلال کا اعلان بھی کر دیا۔ اور اپنے جاری کردہ سرکاری اعلامیے میں واضح کر دیا کہ

"معظم افغان قوم!

میں اپنی والد کی شہادت کے وقت کابل میں حکومتی کارکن کی حیثیت سے کام کر رہا تھا {یہ اس وقت کابل کے گورنر تھے} اب بھی یہ عظیم بوجھ اور یہ بڑی امانت اسی اصالت کے ساتھ وکالۃ اور اللہ کی ذات سے مدد مانگتے ہوئے اپنے سر پر اٹھا رہا ہوں۔ جب میری عظیم قوم نے یہ بادشاہت کا تاج میرے سر پر رکھا میں نے وعدہ کیا کہ افغانستان کی حکومت دنیا کے دیگر آزاد ممالک کی طرح خارجی و داخلی سطح پر ایک آزاد و خود مختار بنا کر چھوڑوں گا۔ افغان قوم اپنے ملک کے اندر مکمل طور پر آزادی رکھتی ہے اور ہر طرح کی ظلم اور زیادتی سے محفوظ رہے گی۔ لوگ بس قانون کے تابع رہیں گے۔ طاقت اور بیگار کے کام ملک کے تمام حصوں میں ممنوع اور ناقابل قبول ہوں گے۔

ہماری حکومت افغانستان میں ایسے اصلاحات کرنا چاہتی ہے جس سے قوم اور ملک دنیا کے متمدن ممالک کی صف میں مناسب مقام حاصل کر سکیں۔"

اس اعلامیے میں امان اللہ خان نے قوم سے مکمل آزادی اور استقلال کا وعدہ کیا۔

13 اپریل 1919 کو انہوں نے اپنے ملک کی باقاعدہ آزادی اور استقلال کا اعلان کر دیا۔ انگریز جو حال ہی میں پہلی جنگ عظیم سے فاتح بن کر لوٹے تھے انہیں پوری دنیا ایک حقیر شے کی طرح نظر آتی تھی۔ افغانستان کی آزادی کا اعلان انہیں نرم مکھن کی ٹکیہ میں چھپے کانٹے کی طرح لگا۔ اس لیے اعلان استقلال کے فوراً بعد 6 مئی 1919 کو انگریزوں افغانستان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ افغانستان نے بھی اپنی جانب سے فوری طور پر جنگی پوزیشن سنبھال لی۔ تین محاذوں جلال آباد، چمن اور وزیرستان میں انگریزوں سے آمنے سامنے جنگ شروع ہو گئی۔

مشرقی علاقوں میں ضلع لالپوری کے قریب سرحدی علاقے "ڈکہ" میں جنرل صالح محمد خان کی ٹانگ پر معمولی زخم آیا جس سے وہ پیچھے ہٹ گیا اور شکست کھائی۔

بقول اس کے گویا میری ٹانگ شہید ہو گئی ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق انگریزوں نے راتوں رات اسی محاذ پر جنرل صالح محمد کے لوگوں کو رشوت کے طور پر سونے کے پانی سے دھلے ہوئے پیسے (سکے) دیے۔ اس لیے وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ صبح کی روشنی میں انہیں پتہ چلا کہ یہ پیسے جعلی تھے۔ ادھر "ڈکہ" پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ کابل اور جلال آباد کے شہروں پر سخت فضائی بمباری ہوئی۔

بلوچستان کے محاذ پر جنرل عبدالقدوس نے بھی کوئٹہ اور چمن کو نقصان پہنچایا۔ مگر پکتیا کی جانب سے وزیرستان میں انگریز فوجوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نادر خان کے زیر کمان لڑی جانی والی اس جنگ میں کابل قلعہ جواد کے مشائخ حضرات، حضرت شمس المشائخ اور حضرت نورالمشائخ مجددی نے اپنے مریدوں سمیت حصہ لیا۔ یہاں سے مجاہدین اسی جذبے سے سرشار ہو کر نکلے ادھر عین جنگ کے موقع پر غازی عجب خان آفریدی، اور وزیر و محسود قبائل کے مجاہدین نے انتہائی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جنگ میں حصہ لیا۔

تین دن میں فرنگیوں کو شکست اور رسوائی کا سامنا ہوا۔ انگریزی فوج جنگی مورال اور حوصلہ ہار گئی۔ سروکی، وانا، سپیلاتوی، تانائی اور گومل آزاد کر کے مجاہدین ٹل پر حملے کی تیاری کرنے لگے۔ فرنگی لشکر ان حملوں سے اس قدر خوف زدہ ہو کر بھاگی کہ سب کچھ چھوڑ کر صرف اپنی جان بچا کر نکلے۔

جنوبی محاذ پکتیا میں برطانوی چھاؤنی سپین وام اور وانا پر 23 مئی 1919 کو اور ٹل پر 27 مئی 1919 کو عوامی مجاہدین کے لشکروں نے قبضہ کیا۔ بعد ازاں جنرل نادر خان کی زیر کمان لڑنے والی منظم افغان فوج نے ان چھاؤنیوں کے اختیارات ہاتھ میں لے لیے۔ صرف یہی نہیں وزیرستان کے غیور عوام نے 80 سے زیادہ برطانوی چھاؤنیوں پر قبضہ کر لیا۔ جن میں دانہ خیل، بویا، ایشہ، شوا، کجوری، امات خیل، توت نرئی، شینکئی، جنڈولہ، تانائی، سپین کچ، گل کچ، مورتزا (مرتضی)، مغل کوٹ، اپورئی اور درگئی کی چھاؤنیاں شامل ہیں۔ ان چھاؤنیوں پر افغانی فوج بھی قبضہ نہ کر سکی۔

یاد رہے برطانوی فوج کے بعض باہمت یونٹوں نے اپنے عوامی تحریک کی حمایت کی یہ وہ یونٹ تھے جن میں مقامی لوگ شامل تھے۔

اس طرح افغانوں کے لیے ممکن تھا کہ انگریزی فوج کے درمیان پوری نظم ضبط اور رابطے مکمل طور پر ختم کر دیے جاتے۔ اس لیے انگریزوں کو مجبوراً افغانستان کی آزادی اور استقلال تسلیم کرنا پڑی۔ جو 3 جون 1919 میں عمل میں لائی گئی۔ اس طرح 28 اسد 1298 ش بمطابق 24 جولائی 1919 کو صلح کی شرائط پر دستخط کے لیے علی احمد خان کی قیادت میں افغانوں کا وفد راولپنڈی گیا۔ اس وفد کے جانے سے پہلے صلح کے تدبیری پروگرام اور شرائط پر دونوں حکومتوں کا اتفاق ہو چکا تھا۔

امان اللہ خان نے استقلال اور آزادی کا اعلان کرتے ہی دوسرے ممالک سے سفارتی تعلقات استوار کرنا شروع کر دیے۔ ان سفارتی معاہدوں کے سلسلے میں فروری 1921ء کو افغانستان اور روس کے درمیان دوستی کا معاہدہ ہوا۔ اسی طرح یکم مارچ 1921 کو افغانستان اور ترکی کے درمیان دوستی اور تعاون سامنے آیا۔

مارچ 1923 کو لویہ جرگہ کی جانب سے پہلا آئین مرتب کیا گیا۔ اس آئین کی رو سے غلاموں کا بیچنا اور خریدنا سرکاری طور پر ممنوع قرار دیا گیا۔

امان اللہ خان کے دور میں پہلی مرتبہ 22 اپریل 1922 کو فرانس اور افغانستان کے درمیان دوستی کا معاہدہ ہوا۔ 1922 کو ایک ثقافتی معاہدہ نافذ العمل کیا گیا جس کی رو سے افغانستان کے آثار قدیمہ فرانسیسی آثار قدیمہ کے ماہرین کے حوالے کیے گئے۔

اس طرح بہت سے معاہدے ہوئے اور ملک میں بہت سی تبدیلیاں لائی گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب امان اللہ خان نے مذکورہ تین محاذوں پر انگریزوں پر حملہ کیا تو پورے ہندوستان میں جمعہ کا خطبہ غازی امان اللہ خان کے نام سے پڑھنا شروع ہو گیا۔ اور ساتھ ہی پورے ہندوستان میں بغاوت کی آواز اٹھنے لگی، انگریز فوج کے درمیان بہت حد تک رابطہ کٹ گیا۔ اس لیے وہ بہت جلد افغانستان کی خود مختاری تسلیم کرنے پر راضی ہو گئے۔ جس پر امان اللہ خان نے اپنی فوج کو عقب نشینی اور فائر بندی کا حکم دیا۔ اس طرح اس نے ایک ایسا موقع ضائع کر دیا جو بہت سالوں میں ایک بار کسی قوم کے ہاتھ آتا ہے۔ امان اللہ خان نے اپنی فوج کو عقب نشینی اور فائر بندی کی بجائے اگر مزید آگے بڑھنے کا حکم دیا ہوتا تو احمد شاہ ابدالی، شہاب الدین غوری، اور محمود غزنوی کی طرح اس کے لشکر بھی ہندوستان کے اگلے کنارے تک پہنچ چکے ہوتے۔ بلکہ ان کی بنسبت امان اللہ خان کے آگے بڑھنے کے زیادہ قوی امکانات تھے۔ کیوں کہ سارا ہندوستان انگریزوں سے نفرت کرتا تھا اور وہ ایسے ہی ایک امیر اور سلطان کے انتظار میں تھے۔ امان اللہ خان کے حکم پر جب مجاہدین نے عقب نشینی اختیار کی تو وزیرستان میں اس وقت مجاہدین کا اجتماع ہوا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ جہاد سے دستبردار ہو جائیں بلکہ وہ برطانیہ کو پوری طرح سے شکست خوردہ اور تباہ دیکھنا چاہتے تھے۔

انگریز سفارت کار نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے: "سردار احمد علی کی قیادت میں جو افغانی وفد استقلال کے حصول کے لیے مذاکرات کرنے پنڈی آیا تھا میں ان کی بڑی بڑی مونچھوں اور اونچے قدوں سے بلکل متاثر نہیں ہوا، بلکہ ان کی تلواروں سے ڈر گیا جو پورے ہندوستان میں ہمارے خلاف نیاموں سے نکل آئی تھیں"۔

اب آزادی اور استقلال کے حصول کے سو سال پورے ہونے والے ہیں۔ حسب سابق سرکاری دفاتر میں یہ دن انتہائی جوش خروش سے منایا جائے گا۔ مگر باعث شرم تو یہ ہے کہ استقلال کا یہ دن ایسے حالات میں منایا جا رہا ہے کہ برطانیوں سمیت پچاس سے زائد ممالک کی جارحیت پسند فوج اس دن کے منانے والوں کی سکیورٹی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اگر تم استقلال اور آزادی منا رہے ہو تو یہ فوج کس لیے کھڑی ہے، معلوم ہوا کہ کل جب آزادی کی جنگ لڑی جا رہی تھی تم لوگ انگریزوں کے ساتھ کھڑے تھے اور آج بھی۔ حقیقت میں تو آزادی اور استقلال وہی لوگ منا رہے ہیں جو آج بھی مغربی فوج کے خلاف پہاڑوں اور دروں میں رہ رہے ہیں۔

طورخم اڈے پر حملہ اور میڈیا کی حقائق سے چشم پوشی

عبید تنویر کے جیاض قلم سے

کل میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ مجاہدین راہ فرار اختیار کرنے والے امریکیوں کے ٹینکوں، آئل ٹینکروں اور ٹرالروں پر کیوں حملے کر رہے ہیں ،تو میرے دوست نے جواباً کہا کہ اگر تین مجاہدین حملہ کریں تو امریکیوں میں ان کے مقابلے کی سکت نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس ایمان اور غیرت نہیں ہے، وہ مسخر ہو جائیں گے، راہ فرار اختیار کرلیں گے اور یا اپنی جانیں گنوادیں گے۔ اللہ کی شان ہے کہ آج صبح سویرے اسی نے میسج کے ذریعے اطلاع دی کہ طورخم کے بڑے امریکی فوجی اڈے پر طالبان نے حملہ کردیا ہے جس میں درجنوں ٹینکس، ٹرالرز اور دوسرا فوجی سازوسامان تباہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد میں نے خبریں سنیں اور عینی شاہدین نے آنکھوں دیکھا حال بتایا تو میں نے سوچا کہ کل دوست کے ساتھ میں نے گفتگو میں صرف ذہنی نقشہ بنایا اور ایک خاکہ پیش کیا آج اللہ تعالیٰ نے تین مجاہدین کے ہاتھوں امریکیوں سے انتقام لیا جس سے یقیناً تمام قوم کو خوشی ہوئی کیونکہ ان ٹینکوں اور جنگی وسائل سے ہمارے کتنے بھائی اور نہتے شہری شہید ہو چکے ہوں گے، کتنی تباہی اور کتنے جرائم کا ارتکاب کیا ہو گا۔

طورخم کا حملہ ایک ایسے علاقے میں کیا گیا کہ وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ کھلے میدان میں امریکیوں نے عرصہ دراز سے اپنے جنگی سازوسامان کے لئے بڑا فوجی اڈہ تعمیر کیا تھا، فرق یہ ہے کہ پہلے یہاں پاکستان کے راستے رسد سے لدے ہوئے ٹرالرز آتے تھے اور پھر یہاں سے بگرام اور ملک کے دوسرے علاقوں تک منتقل کئے جاتے تھے اور اب بگرام اور ملک کے مختلف حصوں سے ٹینک، فوجی گاڑیاں اور دیگر جنگی سازوسامان جمع کر کے یہاں منتقل کیا جاتا ہے اور پھر یہاں سے پاکستان کے راستے آبنائے خلیج منتقل کیا جاتا ہے۔

جن لوگوں نے یہ حملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کے مطابق اڈے میں موجود سینکڑوں ٹینکس، فوجی گاڑیاں اور دیگر جنگی سازوسامان جل کر راکھ ہو گیا اور قریب واقع افغان فوج کی قیام گاہ کو بھی شدید نقصان پہنچا لیکن زرخرید میڈیا نے ان تمام حقائق کو مسخ کرتے ہوئے فوجی اڈے سے اٹھنے والے شعلوں جو کئی کلومیٹر دور، دور تک لوگوں نے دیکھے، کو چھپانے کی کوشش کی۔ مغرب نواز میڈیا نے اس واقعے کی رپورٹ یوں شائع کی "طورخم کا حملہ چند حملہ آوروں کے مارنے سے ختم ہوا"

غاصب قوتوں کی خدمت میں شب و روز مصروف میڈیا نے غلامی کی تمام حدود پار کرلیں اور زمینی حقائق کو مسخ کر کے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کیا، آپ ذرا غور کریں کہ قیامت خیز حملے کو کس طرح توڑ مروڑ کر کے پیش کیا گیا کہ طورخم کے فوجی اڈے پر حملہ، حملہ آوروں کے مارنے سے ختم ہوا، مطلب یہ کہ اس لڑائی میں سوائے حملہ آوروں کے مارنے کے علاوہ مدمقابل[امریکیوں اور افغان فورسز]کا کوئی نقصان نہیں ہوا یہاں تک کہ کسی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی، کوئی دیوار بھی نہیں گری اور کوئی شیشہ بھی نہیں ٹوٹا، صرف پانچ گھنٹے لڑائی کے بعد حملہ آور مارے گئے۔ زرخرید میڈیا سے میری یہ اپیل ہے کہ وہ اپنے آقا کے خوف سے مجاہدین اور عینی شاہدین کی مصدقہ خبریں شائع نہیں کر سکتا تو کم از کم اس طرح خبر تو شائع کر سکتا ہے کہ طورخم حملے سے بھاری نقصان پہنچا ہے مگر امریکی ترجمان تفصیلات بتانے سے گریز کر رہے ہیں، ایسا کرنے سے صحافت کے اصولوں کی کچھ پاسداری ہوتی اور اگر سینکڑوں ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں کی تباہی کو چھپانے کی کوشش کی گئی تو یہ بڑی غداری تصور ہو گی۔

طورخم کا حملہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ امریکی یہی جگہ محفوظ سمجھتے تھے اور کھربوں ڈالر کی مالیت کے ٹینک، فوجی گاڑیاں اور دیگر جنگی سازوسامان یہاں محفوظ رکھے گئے تھے لیکن مجاہدین نے ایسی حکمت عملی بنائی کہ جس سے امریکہ کو شدید مالی دھچکہ پہنچا اور امریکی ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ مجاہدین نے کسی خاص منصوبے کے تحت حملہ کر کے درجنوں امریکی اور افغان فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ 154 امریکی ٹینک، بارودی سرنگ کی نشاندہی کرنے والی 12 گاڑیاں اور 85 فوجی سازوسامان سے لدے ٹرالر تباہ کر دیے۔ افغانستان میں امریکہ کا یہ دوسرا بڑا فوجی اڈہ ہے، مجاہدین نے مقناطیسی بم گاڑیوں کے ساتھ لگا کر انہیں دھماکے سے اڑا دیا، میں سمجھتا ہوں کہ امریکیوں اور افغان فوجیوں نے اس طرح کامیاب حملے کا تصور بھی نہیں کیا ہو گا۔

میں افغان مجاہد ملت کو مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ان جانثاروں کو بھی عقیدت کا نذرانہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے بڑی جوانمردی اور متانت سے عالمی استعمار کے غرور کا سر نیچے کر دیا اور ایک گھنٹے کے اندر امریکیوں کو جانی نقصان کے علاوہ 2 سو ملین ڈالر کا نقصان پہنچایا، اللہ تعالیٰ ان جانثاروں کی قربانی قبول فرمائے۔ آمین

"روس پریشان ھوگیاھے"

محمد فرہاد جانباز

روس دوبارہ پریشان ہو گیا ہے۔ رشین اسٹیٹ کی کفریہ سوچ اور باطل فکر کی وجہ سے پرانے، لیکن نئے روپ میں جنم لینے والے اس "عالمِ غم" کا جواز پیدائش بجا ہے۔ اس کا غم واندوہ میں ڈوب جانا ایک دل چسپ امر ہے۔ اس کی کہانی، اسی کی زبانی کچھ یوں ہے۔ "افغانستان سے غیر ملکی فوج کے انخلا سے روس کو پریشانی لاحق ہو گئی ہے۔ اس بات کا انکشاف روسی نائب وزیر خارجہ 'ایگور مرگولو' نے ماسکو میں بریفنگ کے دوران کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ افغانسان سے غیر ملکی افواج کے انخلا کے بعد طالبان کی سرگرمیوں میں تیزی آسکتی ہے۔ جو کہ "دہشت گردی" کے خطرے میں اضافے کا باعث بنے گی۔ اور افغانستان میں افراتفری بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ افغانستان سے پڑوسی ممالک میں بھی داخل ہو سکتے ہیں۔" روسی نائب وزیر خارجہ نے توقع ظاہر کی ہے کہ شنگھائی تنظیم تعاون اس خطے میں استحکام پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے"۔

یہ خبر پڑھ کر "الکفر ملۃ واحدۃ" کی حقانیت اور باوجود ہزار آپسی اختلافات وتنازعات کے عالم کفر کا گٹھ جوڑ نکھر کر عیاں ہو جاتا ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ روس اور امریکہ کے درمیان ٹیکنالوجی کی سرد جنگ کے قصے زبانِ زدعام ہیں۔ ان دونوں کافروں کی ٹیکنالوجی کے روزِ اول سے تاہنوز یہ کوشش رہی ہے کہ ایک، دوسرے کو صرف نیچا ہی نہ دکھائے بلکہ اتنا نیچا کردے کہ مخالف دوبارہ اٹھنے کی سکت نہ رکھے۔ ان قصوں کے چلتے پھرتے مناظر، خصوصاً تب دیکھنے کے لائق ہوتے ہیں اور ان میں دلچسپی کا عنصر تب بہت ہی نمایاں ہو جاتا ہے، جب کوئی ایک کسی غریب، بے بس اور جدید ٹیکنالوجی نہ رکھنے والے ملک کے خلاف اپنی شیطانی فطرت کے عکس بکھیر رہا ہوتا ہے۔ جب روس، افغانستان میں اپنی بدقسمتی کا رونا رو رہا تھا تب امریکہ کو اپنے روایتی حریف کے خلاف کھل کر کھیلنے کا موقع دستیاب تھا۔ تب امریکی دجال کی روسی شیطان کے خلاف پھرتیاں حیران کن تھیں یوں محسوس ہوتا تھا، امریکہ سرخ ریچھ کے افغانی کوہساروں میں سر ٹکرا ٹکرا کر مر کھپ جانے اور سائبیریا کے برف زاروں میں دفن ہونے تک آرام سے نہیں بیٹھے گا۔ اس کو تب تک سکون کی سانس نصیب نہیں ہو گی، جب تک شکست کے گھٹنے ٹیک کر اپنی ناک کو خاک آلود نہ کرے اور واضح شرمندگی کے ساتھ ٹیکنالوجی کی دوڑ سے باہر نہ ہو جائے۔ بالکل اور بعینہ یہی کیفیت روس کی، امریکہ کے خلاف تھی اور ہے۔

لیکن دنیا تب حیران اور ششدر رہ جاتی ہے۔ وہ مارے حیرت کے انگلیاں دانتوں تلے داب لیتی ہے، جب وہ روس اور امریکہ کو باہم گٹھ جوڑ کرتے دیکھتی ہے۔ ان کے خیال میں ان دو خاکی سپر پاورز کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ایسا ہی ہے، گویا ایک جنگل میں دو شیر رہنے لگے ہوں۔ یہ بہت ہی حیرت انگیز معاملہ ہے۔ کیوں کہ ایک گدڑی میں دو فقیر تو باہم مل جل کر رہ سکتے ہیں لیکن دو شیروں کا ایک جنگل میں بغیر کسی چپقلش کے رہنے لگ جانا ناقابل یقین سا ہے۔ لیکن در اصل حقیقت یہ ہے کہ روس اور امریکہ جس پلیٹ فارم اور نقطۂ نظر پر متفق ہوتے ہیں۔ وہ ان کی باہم دلچسپی اور متحدہ نظریے کا حامل ہوتا ہے۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں جب روس افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں پٹ رہا تھا، تب امریکہ بھی درپردہ اس "کارِ خیر" میں پوری طرح شریک نہیں بلکہ "بُری طرح" ملوث تھا۔ سرخ ریچھ کی شکست اور سویت یونین کی ریخت پر امریکہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ وہ خوشی سے بغلیں بجا رہا تھا۔ اس کی خوشی سنبھالے نہ سنبھل رہی تھی۔ کیونکہ امریکہ کا روایتی حریف چاند کی بلندیوں سے افغانی چٹانوں میں گر کر پاش پاش ہو گیا تھا۔ اب امریکہ کو عالمی تھانے دار بننے کا سنہری موقع مل گیا تھا۔ یہ سب ایک طرف کا منظر نامہ ہے۔ جب کہ اسی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ روس کے انخلا کے ساتھ ہی امریکہ کو افغانستان کے کوہ ودامن اور شرق وغرب میں آزادانہ گھومنے پھرنے والوں کی زبانوں سے نکلنے والے اس اعلان نے چونکا کر فکر مند کر دیا تھا کہ..... "آج سے افغانستان میں گلی کوچوں سے لے کر ایوان صدارت تک اسلامی نظام حکومت اور خوانچہ فروش سے لیکر اسٹیٹ بینک تک غیر سودی اسلامی اقتصادی نظام لاگو اور چالو کر کے ترقی کی دوڑ میں شامل ہو کر زندگی کی شاہراہ دوبارہ آباد کی جائے گی"۔ افغان مجاہدین کا یہ اعلان سن کر امریکہ کا ماتھا ٹھنکا۔ بلکہ طرفہ

تماشا یہ ہوا کہ ٹوٹی ہڈیوں والے سرخ ریچھ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ کئی برسوں بعد اسلام دوبارہ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ایک اسلامی حکومت کے روپ میں دنیا کے نقشے پر نمودار اور جلوہ افروز ہونے کو تھا۔

یہاں اگرچہ روس کے "لادین" مذہبی نظریات اور امریکہ کے "منسوخ" عیسائی عقائد میں آگ پانی جیسا تضاد اور فرق ہے۔ اگرچہ امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا چوکیدار ہے اور روس اشتراکی بت کا پجاری ہے اور دونوں اپنے اپنے بلاک کے ممبران میں اضافے کی جنگ میں ہمہ وقت مصروف اور منہمک رہتے ہیں، لیکن جب کیپٹل ازم اور سوشلزم، ان دونوں انسانیت دشمن سسٹمز کے مقابلے میں اسلام کا انسان دوست اقتصادی نظام انگڑائیاں لینے لگا تو دونوں سیاہ دل کافر ایک میز پر آبیٹھے۔ اس موڑ پر تاریخ حیرتوں کے ایک نئے مسکن کا دروازہ کھلتے ہوئے دیکھتی رہ جاتی ہے امریکہ نے افغان مجاہدین اور عالم اسلام سے آئے ہوئے دردمندان اسلام اور پختہ فکر مسلمانوں کی تیز رفتار کامیابیاں دیکھ کر بھانپ لیا تھا کہ روس یقیناً ہزیمت اٹھائے گا۔ اس لیے اس موقع پر اس نے دو کام کیے۔ پہلا یہ کہ اپنی سرد جنگ کی شدت بڑھانے کے لئے مجاہدین کو بقول کسی دانا کے "مونگ پھلی کے دانے" جتنا اسلحہ فراہم کر کے سرمایہ کاری کی۔ جب کہ دوسرا یہ کہ جس روس کے خلاف کولڈ وار کے نشے میں دھت تھا، اسی کے ساتھ مل کر 1985ء میں ہی اسلام مخالف مذاکرات کی میز پر آبیٹھا تھا۔ یہی سازشی ڈھکوسلا "جنیوا مذاکرات" کے لیبل تلے چھپایا گیا تھا۔ امریکی لونڈی اقوام متحدہ نے اس حوالے سے 1982ء میں چار نکاتی اصول وضع کیے تھے۔

1 ... افغانستان کے اقتدار اعلیٰ، علاقائی سالمیت، سیاسی آزادی اور غیر جانب داری کا تحفظ کرنا۔

2 ... افغان عوام کو بیرونی مداخلت کے بغیر اپنا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام ترتیب دینے کا حق دینا۔

3 ... افغانستان سے غیر ملکی افواج کی مکمل واپسی۔

4... افغان مہاجرین کی بہ حفاظت واپسی کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنا۔

لونڈی کے ان چاروں نکات پر کتنا عمل ہوا؟ اس سوال کا درست جواب امریکہ کے افغانستان میں درندگی کے موجودہ مظاہرے خوب خوب دے رہے ہیں۔

روس اگرچہ خروج کر رہا تھا، لیکن اندر سے وہ بھی پریشان تھا کہیں افغانستان میں صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست نہ قائم ہو جائے، جو ہمارے انسان دشمن کیمونزم کے مقابلے میں انسان دوست اقتصادی نظام لے کر دنیا کو متاثر نہ کر دے۔ اس لیے اس نے اپنی اسلام دشمنی کا وطیرہ بروئے کار لا کر "نجیب" کے روپ میں ایک مہرہ افغانستان کی سیاسی بساط پر لا بٹھایا۔

روس کی درماندگی کے بعد نیٹو کے سیکریٹری جنرل Javie Solana سے جب یہ سوال کیا گیا کہ " اب نیٹو کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟" تو ان کا کہنا تھا کہ " اب نیٹو کا ہدف اسلام ہے!" اسی طرح یکم اکتوبر 2000ء کو اتحادی شیطانی فوج کے سربراہ ڈیوڈ رچرڈ کا یہ بیان بھی افغان صدر کے لیے بڑا مایوس کن تھا کہ... " افغانوں کی اکثریت 6 ماہ میں طالبان کی حامی بن جائے گی۔" مقصد یہ تھا کہ افغان صدر افغانی عوام کے جیالوں طالبان سے ملنے سے روکنے میں اپنا عسکری، میڈیائی اور پروپیگنڈہ صفت کردار ادا کرے۔

کفریہ طاقتوں کے سرغنوں کے مذکورہ بیانات سے اسلام دشمنی کی بدبو صاف محسوس ہو رہی ہے۔ اسلام کے ان ازلی دشمنوں کے بارے میں قرآن نے دو ٹوک انداز میں متنبہ کیا ہے کہ... "یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز خوش نہیں ہو سکتے، تا آنکہ تم انہی کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو"۔ جب سے کائنات کی فضا میں نیکی اور بدی کی جنگ شروع ہے۔ جب سے دنیا کی صبح و شام میں اسلام و کفر کے معرکے برپا ہیں، تب سے شروع ہونے والی مذہبی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ... " اہل کفر، اہل باطل اور اہل دجل کے مابین ہزاروں جان لیوا اختلافات ہوں، تب بھی، جب جب ان کا مقابلہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہو، وہ اپنے اختلافات بھول جاتے ہیں۔ ان کی آپسی چپقلش دم توڑ دیتی ہے۔ وہ کئی دنوں کے بھوکے جانور کی طرح مسلمانوں پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ اس مذموم جسارت میں وہ کسی جھجک کا شکار نہیں ہوتے۔ کوئی بھی طاقت ور تذبذب ان کے پاؤں کی بیڑیاں نہیں بنتا۔ کسی بھی قسم کا فل پاور خوف ملامت، انہیں مسلمانوں کا لہو بہانے سے نہیں روک سکتا۔ مثلاً: اسرائیل، امریکہ، برطانیہ اور فرانس، برمی بدھسٹ، انڈین ہندوؤں سمیت بشار الاسد، جنرل سیسی محمود عباس، حزب الشیطان، جیسے آستین کے سانپ اپنا زہریلا پھن پھیلائے ہمارے سامنے ہیں۔ یہاں اس زخمی ناگن کی ڈسی ہوئی امت مسلمہ کی پکار مجھے صاف سنائی دے رہی ہے کہ... " ہے کوئی، جو اس ناگن کا سر کچل دے!"

بہر حال! روسی وزیر خارجہ کا بیان ہمیں بتا رہا ہے کہ "ہم امریکی انخلا کے وقت اپنے تمام اختلافات بھلا کر ایک بار پھر اسی طرح "مسلم مخالف مذاکراتی میز" پر بیٹھنے والے ہیں، جس طرح رشیا کے انخلا کے وقت ہم نے

اسلام دشمنی میں گٹھ جوڑ کر کے "دنیا کو الکفر ملۃ واحدۃ" کی حقیقت ڈنکے کی چوٹ پر بتادی تھی"۔ ذرا غور کریں اور اسلام دشمنوں کی تاریخ کی ٹوٹی کڑیاں جوڑیں تو پتہ چلتا ہے کہ روس، امریکہ اور نیٹو نے کسی بھی اسلامی مملکت کو پنپنے نہ دینے کے لیے اپنا شیطانی کردار ادا کرنے کے حوالے سے باریاں مقرر کر رکھی ہیں۔ جب ایک تھک جائے تو دوسرا اسکی جگہ لے لے۔ پہلے روس، پھر نیٹو، پھر امریکہ...اور اب پھر روس مداخلت کے پر تول رہا ہے۔ اسے خوف کی بھیانک تاریکی اس لیے بھی زیادہ دہشت زدہ کر رہی ہے کہ طالبان کے برسر اقتدار آجانے سے دوبارہ طالبان دورِ حکومت والی صورت حال پیدا ہو گئی تو، جہاں افغانستان میں باقی ماندہ کیمونسٹ نظریات کی اینٹ سے اینٹ بجائی جاسکتی ہے وہیں افغانستان سے ملحق ان وسطی ایشیائی مسلم ریاستوں میں بھی اسلام کی کرنیں دوبارہ پھوٹ سکتی ہیں۔ جہاں اسٹالن کے مجسمے کو سلامی دی جاتی ہے۔ وہاں کی مجاہد قوتیں طالبان سے مدد حاصل کر کے جہاد اور آزادی کا جھنڈا لہرسکتی ہیں۔ بہت ممکن ہے اس طرح اوپر کی ریاستوں میں روس اور امریکہ کا زور ٹوٹ جائے گا۔ اور قفقاز کو آزادی کے دن اور حریت کی شامیں میسر آجائیں۔ جب کہ دوسری طرف روس کا تجربہ اسے دوبارہ افغانستان کا رُخ کرنے سے باز رکھے گا۔ اسی لیے روسی حکام کی جانب سے سامنے آنے والی غم بھری مسلسل بیان بازی ایک نئے جنگی دور کا شاخسانہ یوں بن سکتا ہے، اب کہ " ایک نئی ابھرنے والی دجالی قوت " ، "شنگھائی تعاون تنظیم" کو بھی "اسلام فوبیا" کا شکار کر کے پس پردہ ٹانگ اڑانے کی دعوت دی جارہی ہے۔ جب کہ "سنکیانگ "میں ہونے والے ہوش ربا مظالم دیکھ کر معلوم ہوتا ہے، "یاجوج ماجوج" کے مکروہ، لیکن متوقع چہرے کا عکس روسی دعوت پر لبیک کہہ کر ادھر کا رُخ کرنے سے نہیں چوکے گا!!!! آگے آگے دیکھیے، ہوتا ہے کیا؟

لیکن یہاں سنجیدہ غور و فکر کی بات یہ ہے کہ وہ منتشر مسلم عوام اور بکھرے حکمران کہاں ہیں، جو تباہ کن کفریہ اتحاد سے سبق سیکھ کر ہوش کے ناخن لیتے اور اسلام بچانے کے لیے وحدت کی رسی مضبوطی سے تھام لیتے ہیں؟؟؟

***

بقیہ از: بارود بردار افغانوں اور پمپر پوش امریکی افواج کا معرکہ؟

ایک مال و دولت سے مالامال اور جدید اسلحہ سے لیس تو دوسرا ایمان کی قوت سے مالامال اور تائید ایزدی کی نصرت سے بہرہ ور ہو تو فتح کس کو نصیب ہو گی، میدان کون مارے گا، ظاہر ہے ہم مسلمان ہیں اور اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور اسی کی رضا کے لئے اسی کے توکل پر اپنا لہو دیکر میدان کارزار سجاتے ہیں تاریخی لحاظ سے بھی ہمیشہ میدان ہم نے ہی مارا ہے، خواہ فرنگی استعمار سے آزادی ہو، سوویت یونین کا مقابلہ ہو یا عصر حاضر کا فرعون امریکہ اور اس کی چار درجن اتحادی افواج کے ساتھ معرکہ ہو، شکست ان کا مقدر ہے اور بالآخر فتح افغان قوم کو ہی نصیب ہو گی۔

بات اب ان کی سمجھ میں آئی کہ امریکہ افغانستان میں انسانی کھوپڑیوں کے مینار تو کھڑے کر سکتا ہے لیکن زندہ افغانوں کو فتح نہیں کر سکتا، ہزاروں فوجیوں اور کھربوں ڈالر کے ضائع کر کے امریکہ افغانستان میں ناکام رہا جبکہ دوسری جانب ساری دنیا کی مخالفتیں اور الزامات سہنے کے باوجود طالبان آج بھی عزم، حوصلے، ہمت، نظریے اور مقاصد کے لحاظ سے اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں آج سے تیرہ برس قبل تھے اور وہ افغانستان میں دوبارہ برسر اقتدار آنے کی نہ صرف امید رکھتے ہیں بلکہ عملاً اس کی قدرت اور صلاحیت بھی رکھتے ہیں، اب بھی ان کے زیر کنٹرول علاقہ 91 فیصد بتایا جاتا ہے، نیٹو حکام کے اعتراف کے مطابق افغانستان کے 34 صوبوں میں سے 32 میں طالبان کی متوازی حکومت قائم ہو چکی ہے، ان کے پاس اسلحے کی مقدار بڑھ گئی ہے اور جنگ کے نئے طریقے انہوں نے سیکھ لئے ہیں، افغان عوام بھی ان سے خوش ہیں اور وہ طالبان دور کی واپسی کے خواہش مند ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے طالبان وہاں مقبول ہے جہاں امریکہ نے سب سے بڑی جنگ لڑی، جب صورتحال یہ ہے کہ عوام طالبان کا کھلم کھلا ساتھ دے رہی ہے، طالبان کا افغانستان کے تقریباً نوے فیصد علاقے پر اثر و رسوخ اور کنٹرول ہے یہاں تک کہ بدخشان جیسا صوبے میں بھی طالبان دو اضلاع فتح کر کے پیش قدمی کر رہے ہیں اور اہم کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں، جہاں وہ اپنے دور حکومت میں بھی نہ پہنچ سکے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر امریکہ افغانستان چھوڑ کر جا رہا ہے، ملک کے طول و عرض میں سات سو فوجی اڈے خالی کر کے فوجیوں، ٹینکوں اور جنگی ساز و سامان کو ملک سے نکال کر لے جا رہا ہے ، افغانستان کا مستقبل طالبان ہی ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ آزاد و خود مختار ملک کے طور پر اس میں ایک بار پھر عدل و انصاف پر مبنی اسلامی نظام حکومت نافذ ہو گا اور شہداء کا مقدس خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قابل نفرت چہرے اور کٹھ پتلی اتحادی

تحریر: لطیف عزم

ایک ایسے وقت میں جب امریکہ کو افغانستان میں پانچ فیصد کامیابی پر بھی یقین نہیں اور عملی طور پر افغانستان سے انخلاء کا عمل بتدریج شروع کر دیا ہے تو سیاسی میدان میں اس نے سازشیں تیز کر دیں تاکہ ان کی واپسی کے بعد افغان قوم متحد نہ رہے، پرسکون زندگی گزارنے سے محروم ہو اور ملکی وحدت کا شیرازہ بکھر جائے۔

آئندہ صدارتی الیکشن کے لئے امریکہ کے بڑے ایجنٹ خلیل زاد کی فرمائش پر مختلف پارٹیوں کے اتحاد بن چکے ہیں یا بن رہے ہیں درحقیقت یہ وہ امریکی چال ہے جو گزشتہ 13 برسوں سے وہ افغان قوم کے خلاف چل رہا ہے لیکن شکر ہے کہ ان کی تمام چالیں ناکام ہو گئیں اور انہیں اس حوالے سے کوئی کامیابی نہیں ملی، اب ایک بار پھر اس نے ایک نئے نام سے فریب اور چال بازی کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ وہ افغان اقوام اور قبائل کے درمیان زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے نفرتوں کا بیج بو دے اور افغانستان کی تقسیم کا منصوبہ پیش کرے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ خلیل زاد نے افغانستان میں پھر وہی پرانے چہرے ایک نئے نام سے متعارف کرا کر انتخابی میدان میں اتار دیئے ہیں جنہوں نے امریکی غلامی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ افغان قوم گزشتہ پینتیس برسوں سے ان کے ہاتھوں زخم سہتی رہی ہے۔ افغان قوم کے لئے وہ پرانے چہرے جنہیں خلیل زاد اب ایک نئے نام سے مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہے، ہرگز قابل قبول نہیں چاہے وہ شمال سے تعلق رکھتے ہوں یا جنوب سے۔ کیونکہ انہی شمالی اتحاد اور جنوب کے چند لٹیروں نے گزشتہ دو دہائیوں سے افغان قوم پر جنگ مسلط کر رکھی ہے، کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد کر کے ملک بھر میں فساد کو فروغ دیا، طالبان کے پرامن اسلامی نظام کے خلاف پانچ سال تک جنگ لڑی، افغانستان کو امریکہ سمیت 49 غاصب ممالک کے حوالے کرنے میں اہم کردار ادا کیا، گزشتہ 13 برسوں کے دوران اربوں ڈالر ہڑپ اور چوری کئے، ہزاروں کنال سرکاری زمین اپنے نام الاٹ کر کے غصب کیا، افغانی تہذیب اور اسلامی اقدار کو مغرب، ہندوستان اور ایران پر بیچ دیا اور خطرناک کھیل یہ کھیلا جا رہا ہے کہ شمال کے عوام کو جنوب اور جنوب کے عوام کو شمال کے ساتھ لڑائے اور ان کے درمیان نہ ختم ہونے والی نفرت اور دشمنی پیدا کی جائے۔

قارئین کرام، ذرا غور کریں کہ امریکہ نے اس پارٹی [جمعیت اسلامی] جس نے افغانستان کی تباہی میں سب سے زیادہ کردار ادا کیا کو پہلے اسی ایک گھر اور ایک ضلع میں ایک درجن پارٹیاں بنائیں اور پھر ان کا انتخابی اتحاد [انتخابی اتحاد افغانستان] کے نام سے بنایا اور اس کے لئے خوب پروپیگنڈہ کیا اور اس سے یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی کہ آئندہ صدارتی الیکشن انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور ضمن میں یہ بات بھی واضح کر دی کہ امریکی افغانستان سے نکل رہے ہیں لیکن وہ اپنے غلاموں کو سیاسی میدان میں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

دوسری جانب خلیل زاد نے اس پر اکتفا نہیں کیا اور ایک اور اتحاد بنانے کے لئے سرگرم ہوا جس سے اس کا مقصد شمالی اتحاد کی مخالفت اور اس کا مقابلہ ہے، سننے میں آ رہا ہے کہ یہ اتحاد ان غلاموں اور لٹیروں سے بنایا جا رہا ہے جن کی نسبت پشتون قوم کی طرف ہوتی ہے جن میں اہم شخصیات علی احمد جلالی، احدی، ارغندیوال، اتمر اور اشرف غنی شامل ہیں۔

اس طرح اتحاد چاہے وہ شمال کی پارٹیوں پر مشتمل ہو یا جنوب کی تنظیموں پر مشتمل ہو، اس میں وہ پرانے چہرے شامل ہوں گے جو افغان قوم کے خون کے پیاسے ہیں اور ان کی عزت اور مال کے لٹیرے ہیں اور مجموعی طور پر وہ سب امریکہ کے وفادار ہیں اور اس کے مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں۔

ہمارے لئے جنرل دوستم، سیاف، محقق، ارغندیوال، کمانڈر عطاء، احدی، عبداللہ عبداللہ اور علی احمد سب اسلام کی دشمنی میں یکساں ہیں کیونکہ ان میں ہر ایک امریکہ اور یہود کے حلقہ بگوش غلام اور ایجنٹ ہے۔ ہر ایک کی یہ سوچ ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تحریر: سیف العادل احرار

"بارودبردار" افغانوں اور "پمپرپوش" امریکی افواج کا معرکہ....؟

دنیا کی طاغوتی قوتیں طاقت اور وسائل کی بنیاد پر جنگیں لڑتی ہیں جبکہ مسلمان اسباب پر کم اور اللہ پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر میدان کارزار میں کودتے ہیں اور معرکہ سر کرتے ہیں، دنیا کے سپر پاور اور کمزور ترین ملک کا آمنا سامنا ہوا، میدان سج گیا، تیرہ برس مسلسل میدان کارزار گرم رہا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ افغانستان کے معرکہ ایمان ومادیت میں کون فتح سے ہمکنار اور کون شکست سے دوچار ہے؟ یہاں ایک طرف ٹیکنالوجی تو دوسری طرف ایمان ہے اب میدان کس کے ہاتھ میں ہے؟ پلڑا کس کا بھاری ہے؟ حقیقی فاتح کون ہے؟ زمینی حقائق اور معروضی حالات کس کی نشاندہی کرتے ہیں؟ جنگوں اور لڑائیوں کی پوری تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں ہتھیار بند، زرہ پوش، شمشیر بدست اور نیزہ بردار سپاہی نظر آئیں گے، مگر یہ ایک ایسی جنگ ہے جس نے "پمپر پوش" اور "لنشو بدست سپاہی" بھی متعارف کرادیئے ہیں اور عالمی تاریخ میں شاید پہلی بار ایسا ہوا ہے کسی ملک کو اپنے بہادر سپاہیوں کے لیے پمپرز کا بھی انتظام کرنا پڑا۔ یہ اس ملک کے سپاہی ہیں جس کے پاس دنیا کی ترقی یافتہ ترین جنگی ٹیکنالوجی موجود ہے اور جس کی عسکری طاقت کا دنیا میں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس ایمان، اخلاص، غیرت، جرات اور جذبہ نہیں ہے تو دنیا بھر کا اسلحہ اور سارے عالم کی لاجسٹک سپورٹ بھی اس کے کسی کام نہیں آسکتی۔ اگر آج بھی کسی کے پاس ایمان کی دولت اور جہاد کا جذبہ ہو تو وہ نہتے ہو کر بھی دشمن کے اعصاب پر سوار ہو کر اس کے اوسان ہی نہیں، پیشاب بھی خطا کرواسکتا ہے۔ ان کو پاگل اور نفسیاتی مریض بنا سکتا ہے۔

چند روز قبل صوبہ زابل کے صوبائی دارالحکومت قلات میں ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا، انگور کے باغ سے طالبان نے پیدل گشت پر معمور امریکی فوجیوں پر فائرنگ کردی، فوجی اہلکار وہاں سے واپس ہو کر اپنے مرکز چلے گئے اور کچھ دیر بعد ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں کے ہمراہ کانوائے کی شکل میں واپس آئے، فضا میں ہیلی کاپٹر ان کی نگرانی اور حفاظت کے لئے گھوم رہے تھے، جب وہ انگور کے باغ کے قریب پہنچے تو مقامی لوگوں سے پوچھا کہ طالبان کہاں گئے؟ لوگوں نے جواب دیا وہ یہاں سے جاچکے ہیں جس پر ان کی تسلی نہ ہوئی اور وہ باغ کے اندر گھس گئے ایک امریکی اہلکار باغ میں کچھ آگے نکل گیا باغ میں اسے کسی چیز کی آواز سنائی دی اس کے منہ سے یکدم ایک زوردار آواز نکلی اس کو خیال ہوا کہ طالبان انگور کے درخت کے نیچے چھپے ہوئے ہیں اور اب نکل کر اس پر حملہ کردیں گے اسی دوران وہاں سے ایک گیدڑ نکلا اور بھاگ گیا، دوسرے فوجیوں نے اپنے ساتھی کی خوفناک آواز سنی تو اس جانب دوڑے جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا وہ فوجی مردہ حالت میں پڑا تھا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب ایک تربیت یافتہ فوجی گیدڑ جیسے بزدل حیوان کے خوف سے موقع پر ہلاک ہوسکتا ہے تو وہ بارودبردار طالبان کا کیا مقابلہ کریں گے، ان کی جرات اور بہادری کا یہ عالم ہے کہ ان کا ایک تربیت یافتہ اہلکار جب جانور کی آہٹ سے خوف کے مارے ہلاک ہوگیا تو وہ ان بہادر جنگجوؤں کا کیا مقابلہ کریں گے جو تمنائے موت کے جذبے سے سرشار ہر وقت اپنے جسموں سے بارود باندھے رکھتے ہیں، مسکراتے ہوئے شہادت کی موت کو قبول کرتے ہیں اور فوجی اڈوں کے اندر گھس کر دشمن پر فدائی حملوں کی یلغار کرتے ہیں، سامنے دشمن پر تابڑتوڑ حملے کررہے ہیں، دشمن بھاگتے اور یہ ان کا تعاقب جاری رکھتے ہیں، وہ میدان جنگ میں پمپر پہنتے ہیں اور یہ اپنی کمر سے بارود باندھتے ہیں، کیا پمپر پوش افواج جنگ زدہ ملک میں بارودبردار غازیوں کا مقابلہ کرسکتی ہیں؟ کامیابی کن کے قدم چھوے گی؟ جب ایک طرف اللہ کے باغی اور دوسری طرف اللہ کے دین پر جان لٹانے والے غازی آمنے سامنے ہوں، ایک کا اعتماد ٹیکنالوجی پر ہو تو دوسرے کا توکل اللہ پر ہو،

بقیہ صفحہ نمبر 29 پر ملاحظہ فرمالیں۔

مجاھدین کی عسکری پیش رفت

حبیب مجاھد

کچھ عرصہ قبل افغانستان میں خارجی جارحیت پسندوں کے سالار جنرل جوزف ڈانفورڈ نے ذرائع ابلاغ سے گفتگو کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اس سال طالبان کی جنگی پیش قدمی اور پیش رفت رک گئی ہے۔ بقول ان کے طالبان کو اپنے عسکری اہداف حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا مجاہدین اب ماضی کی طرح حملے نہیں کرسکتے۔

جنرل ڈنفورڈ کی باتوں کا جیسے میڈیا کو انتظار تھا، ان کی زبان سے نکلتے ہی میڈیا نے اسے پر لگادیے۔ اور یہ باتیں ہر زبان پر چڑھانے کی کوششیں شروع کردیں۔ لیکن زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ان کے نائب نے ایک انٹرویو میں ان کے باتوں کی تردید کردی اور کہا کہ طالبان کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ نیٹو اور امریکا کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ طالبان کا خاتمہ کردیں گے۔

مغربی عسکری قائدین کی متضاد وضاحتیں اور دفاعی بیانات اپنی جگہ، آیئے ہم عینی شواہد کے آئینے میں صورتحال کا جائزہ لیں۔ جہادی کارروائیاں کیسی جارہی ہیں، مجاہدین کو کون کون سی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور کیا واقعی جہادی کارروائیاں کمزور ہوگئی ہیں یا کم وکیف، تکنیک اور طریقہ کار کے حوالے سے یہ ماضی کی بنسبت زیادہ موثر ہیں؟

عام طور پر عسکری حالات میں نرمی جنگی کارروائیوں کی کمزوری اور خاتمے سے پیدا ہوتی ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں جہادی کارروائیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہادی کارروائیاں ماضی کی بنسبت مزید مضبوط ہوگئی ہیں۔ مجاہدین ایسی تکنیکوں کا استعمال کررہے ہیں جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔

علاقوں کی فتح:

امسال مجاہدین کی بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے بہت سے علاقے فتح کرکے اپنے زیر نگین کردیے ہیں جو اس سے قبل دشمن کے زیر قبضہ تھے۔ ہلمند میں ساروان کلا، مارجہ اور اروزگان کا ضلع دہراود وہ علاقے ہیں جنھیں جارحیت پسندوں نے انتہائی بڑے نقصانات برداشت کرنے کے بعد قبضہ کیا تھا۔ اب ان تین اہم جہادی علاقوں کے اکثر حصے مجاہدین کے زیر قبضہ آگئے ہیں اور اس کے بقیہ حصوں سے دشمن کا صفایا کرنے کے لیے انتہائی کامیاب کارروائیاں کی جارہی ہیں۔

اس کے علاوہ فاریاب، بادغیس اور بدخشان کے صوبوں میں بہت سے علاقے مجاہدین کے زیر قبضہ آگئے ہیں۔ صوبہ سرپل ضلع کوہستان کے بہت سے علاقے فتح ہوگئے ہیں اور صوبہ غزنی کے دو اضلاع زنہ خان اور رشیدان مکمل طور پر فتح ہوگئے ہیں، جہاں سے دشمن کا قبضہ سمٹ کر رہ گیا ہے۔ افغانستان کے دیگر حصوں میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری ہے اور بہت سے علاقے مکمل طور پر فتح ہو کر قبضہ ہوگئے ہیں۔

دشمن پر بڑے حملے:

خالد بن ولید آپریشن کے نام سے شروع کیے جانے والے آپریشن کی ایک اور بڑی خصوصیت بڑے اور خبر ساز حملے ہیں۔ گذشتہ چند ماہ میں افغانستان کے طول وعرض میں دشمن پر انتہائی بڑے حملے ہوئے۔ دارالحکومت کابل، غزنی، پنج شیر، زابل، میدان شہر، لوگر، ہرات اور دیگر بہت سے صوبوں میں بڑے فدائی حملوں کے علاوہ ملک بھر کے مختلف علاقوں میں دشمن پر انتہائی کامیاب مورچہ بند حملے ہوئے ہیں اور رسد فراہمی کے لیے چلنے والی مکمل کانوائے کئی کئی بار آگ کے شعلوں میں جھلس کر راکھ ہوچکی ہے۔

19 ستمبر کو بدخشان میں مجاہدین نے نیشنل آرمی پر ایسے تاریخ ساز حملے کیے جس کی مثال ماضی میں اس علاقے میں نہیں ملتی۔ مجاہدین نے ان فوجیوں پر جو اس علاقے میں آپریشن کے لیے گئے تھے اچانک حملے کیے۔ جس میں 60 فوجی ہلاک اور 70 زخمی ہوگئے۔ 100 میل اسلحہ غنیمت میں حاصل کرنے کے علاوہ 14 حکومتی فوجی زندہ پکڑلیے گئے ہیں۔ اس طرح دشمن کی وہ

جارح فوج ختم ہو کر رہ گئی جو گذشتہ چند مہینوں سے بدخشان ضلع وردوج میں آپریشن کر رہے تھے۔

وردوج آپریشن کو کرزئی حکومت کے وزیر داخلہ نے پولیس کا قتل عام قرار دیا۔ جس کی تحقیقات کے لیے خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس واقعے کے تین روز بعد قندہار ضلع شوراوک میں ایک معرکہ میں 15 سرحدی فوجی مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک کیے گئے۔ ان نقصانات کا اعتراف خود دشمن نے کیا۔

جانی نقصانات کے علاوہ اس سال آپریشن میں دشمن کے مالی نقصانات بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ صوبہ فراہ میں جارحیت پسندوں کے رسد فراہمی کا مکمل اڈہ اور گودام جلائے جانے کے واقعات، میدان وردگ میں کئی بار درجنوں رسد فراہمی کی گاڑیوں کی تباہی، تورخم میں درجنوں ٹینک اور رسد فراہمی کی گاڑیوں کی تباہی۔ یہ سب وہ بڑے نقصانات ہیں جو دشمن کو پہنچے ہیں۔ اس طرح کا ایک ایک واقعہ طالبان مجاہدین کے حملوں کی موثریت پر دلالت کرتا ہے۔

چند دن قبل کابل شہر قمبر چوک کے قریب ایک گھر میں انٹیلیجنس اہلکاروں پر ایک بڑا دھماکہ ہوا جس کے بارے میں ذرائع ابلاغ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ یہ حملہ جس میں کرزئی حکومت کے انٹیلیجنس کے بہت سے اہلکار ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ ایک مکمل تکنیکی حملہ تھا۔ اس کے اثرات کو دیکھتے ہوئے کابل حکام نے کوشش کی کہ ذرائع ابلاغ سے یہ سب کچھ چھپایا جائے۔

کابل حکومت کے سابقہ انٹیلی جنس سربراہ امر اللہ صالح نے اپنے فیس بک پیج پر لکھا تھا کہ ان حملوں سے پتہ چلتا ہے کہ طالبان کے حملے انتہائی منظم اور تکنیکی ہوتے ہیں۔ حملے کی تفصیلات بتاتے ہوئے لکھا کہ مجاہدین نے ایک گھر میں بم چھپا کر رکھے تھے۔ پھر ایک آدمی کے ذریعے انہوں نے پولیس کو اطلاع دلوائی کہ یہاں مجاہدین چھپے ہوئے ہیں۔ انٹیلی جنس اور پولیس کے اہلکار انتہائی سرعت رفتاری سے وہاں پہنچے اور گھر پر چھاپہ مارا، لیکن جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے ان پر بڑا اور بھاری دھماکا ہوا جس میں سارے اہلکار ہلاک ہو گئے۔

یہ حملہ اس لیے زیادہ خطرناک قرار دیا گیا کیوں کہ اس کے بعد کابل کے انٹیلی جنس ادارے اب ماضی کی طرح پوری دیدہ دلیری سے چھاپے نہیں مار سکتے اور نہ ہر رپورٹ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

مجاہدین کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ اس تکنیکی حملے میں مجاہدین نے ایک ایسے سم کارڈ کا استعمال کیا تھا جو امریکی انٹیلی جنس کی نظروں میں آچکا تھا اس پر ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی جا رہی تھی۔ اس گھر کو دھماکوں کے لیے پہلے سے تیار کیا گیا تھا جیسے ہی انٹیلی جنس کے لوگ وہاں پہنچے مجاہدین نے وہاں موجود تمام بم بلاسٹ کر دیئے۔

اس حملے اور ہرات میں امریکی قونصلیٹ پر ہونے والے حملوں سے پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین نے تکنیکی اعتبار سے بہت پیش رفت کی ہے۔ ہرات میں امریکی قونصلیٹ پر ہونے والے حملے کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ سکیورٹی اداروں کو باقاعدہ اعلامیہ جاری کر کے اس حملے کو خطرناک کہنا پڑا۔

یہ سارے حقائق بتاتے ہیں کہ امریکی پروپیگنڈے کے برخلاف اس سال نہ صرف مجاہدین کمزور نہیں ہوئے بلکہ ماضی کی بنسبت اور قوی ہو گئے ہیں اور عسکری لحاظ سے ان کے حملوں میں شدت آگئی ہے۔

◆ ◆ ◆

بقیہ از: قابل نفرت چہرے اور کٹھ پتلی اتحادی

کہ امریکہ افغانستان میں مزید قیام کرے تا کہ ان کے لئے ڈالر کی فراوانی کا سلسلہ جاری ہو اور وہ عوام کی گرفت سے دور ہو۔

غلامی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، زلمے خلیل زاد کی ایک فون کال پر شمال اور جنوب کے تمام اہم کمانڈرز یورپ، ترکی، بھارت اور دیگر ممالک سے افغانستان پہنچ گئے، کسی کو کہتا ہے کہ تم بارہ پارٹیوں پر مشتمل اتحاد بناؤ، کسی کو حکم دیتا ہے کہ تم فلاں نام سے دس پارٹیوں پر مشتمل اتحاد بناؤ۔

لیکن اب لوگ باشعور ہو گئے، اب دوستم لسانی بنیاد پر، استاد سیاف داڑھی اور جہادی شعار سے، اشرف غنی امریکی حمایت اور ڈاکٹر عبد اللہ عبد اللہ آمر صاحب کے نام سے عوام کو مزید دھوکہ نہیں دے سکتے، وہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش ضرور کریں گے لیکن عوام ان کے جھانسہ میں نہیں آئیں گے، لوگ کیسے ان کی غداری بھول جائیں گے، عوام نے انہیں آزما لیا، اب حق پر قربانیاں دینے والوں کا ایک اسلامی لشکر آرہا ہے جو نہ صرف ملک سے ظلم کا خاتمہ کرے گا بلکہ اسلام کا عادلانہ نظام بھی نافذ کرے گا، عوام کو مظالم سے نجات دے کر امریکہ اور دیگر طاغوتی قوتوں اور ان کے ایجنٹوں سے ملک آزاد کرے گا اور مفادات پر مبنی یہ اتحادی اپنے مذموم مقاصد میں ضرور ناکام ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولوی امین اللہ امین شہید رحمہ اللہ کی یاد میں

[(نعمت اللہ نعمت) عطاء اللہ مجاہد]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے وہاں مہاجرین اور انصار سخت سردی میں صبح صبح خندق کھود رہے تھے ان حضرات کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کا یہ کام کر دیتے حضور ﷺ نے ان کی اس تھکاوٹ اور بھوک کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا

اللہم لا عیش الاعیش الاخرہ-

فاغفرالانصار و المہا جرَ

ترجمہ: اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے ان انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

نحن الذین بایعوا محمد ا – علی الجہاد مابقینا ابدا

ترجمہ: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضورؐ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

صحابہ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں مرنے اور جان دینے کا شوق:

حضرت سلیمان بن بلالؒ فرماتے ہیں کے جب حضورؐ بدر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت سعد بن خشیمہؓ اور ان کے والد حضرت خشیمہؓ دونوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا چنانچہ حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا دونوں میں سے ایک جائے دونوں قرعہ اندازی کریں حضرت خشیمہ بن حارثؓ نے اپنے بیٹے سعد سے کہا کہ اب ہم دونوں میں سے ایک کا رہنا یہاں ضروری ہو گیا ہے لہذا تم اپنی عورتوں کے پاس ٹھہر جاؤ حضرت سعدؓ نے کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی تو میں آپ کو اپنے سے آگے رکھتا۔ میں اپنے اس سفر شہادت کی امید لگائے ہوئے ہوں چنانچہ دونوں نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت سعدؓ کا نام نکل آیا چنانچہ حضرت سعدؓ حضور ﷺ کے ساتھ بدر گئے اور عمرو بن عبد کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

حضرت محمد بن علی بن حسینؒ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن عتبہ نے اپنے مقابلہ کے لئے (مسلمانوں کو) للکارا تو حضرت علی بن ابی طالبؓ ولید بن عتبہ کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے، یہ دونوں نوجوان جسم اور طاقت میں برابر تھے۔ راوی نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ہتھیلی کو زمین پر گرا دیا پھر الٹا کر بتایا کہ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو قتل کر کے زمین پر گرا دیا۔ ان دونوں کی جوڑی برابر تھی اور اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ اونچا اشارہ کر کے بتایا کہ حضرت حمزہ نے شیبہ کو قتل کر کے زمین پر گرا دیا پھر کافروں کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ کھڑا ہوا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عبیدہ بن حارثؓ اٹھے وہ دونوں ان دو ستونوں کی طرح تھے، دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کئے چنانچہ حضرت عبیدہؓ نے عتبہ کو اتنے زور سے تلوار ماری کہ اس کا بایاں کندھا لٹک گیا پھر عتبہ نے قریب آکر حضرت عبیدہؓ کی ٹانگ پر تلوار سے حملہ کیا جس سے ان کی پنڈلی کٹ گئی یہ دیکھ کر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں عتبہ کی طرف لپکے اور اس کا کام تمام کر دیا اور وہ دونوں حضرت عبیدہؓ کو اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور ﷺ نے انہیں لٹایا اور ان کا سر اپنی ٹانگ پر رکھا اور انکے چہرے سے گرد و غبار صاف کرنے لگے، حضرت عبیدہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، اللہ کی قسم اگر ابو طالب مجھے اس حال میں دیکھ لیتے تو وہ یقین کر لیتے کہ میں ان کے شعر کا ان سے زیادہ حقدار ہو (جو انہوں نے حضور ﷺ کی حمایت میں کہا تھا)

ونسلمہ حتی نصرع حولہ - وند ھل عن ابنا ئناوالحلائل

ترجمہ: ہم اپنے بیوی، بچوں سے غافل ان کی حفاظت میں آخر دم تک لگے رہیں گے یہاں تک کہ ہم زخمی ہو کر ان کے ارد گرد زمین پر پڑے ہوئے ہوں گے (اور ساتھ ہی یہ عرض کیا) کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو اور میں تمہارا گواہ ہوں پھر حضرت عبیدہؓ کا انتقال ہوا۔ حضورؐ نے وادی صفراء میں ان کی تدفین کی اور اپؐ ان کی قبر میں اترے اور (اس سے پہلے) آپ ﷺ کسی اور کی قبر میں نہیں اترے تھے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ شہداء کی قربانیوں سے بھری ہوئی ہے تاریخ کا ہر صفحہ ان کے پاکیزہ خون سے معطر ہے عالم اسلام کے ان جری

سپوتوں نے ہمیشہ شجر اسلام کو اپنے خون سے سینچا اور اس چمن کی آبیاری اپنے خون سے کی جب بھی عالم اسلام پر ملت کفر کی یلغار ہوئی نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر کی سرزمین تک تاریخ کے ہر عظیم المرتبہ لوگ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے، حجاز سے لے کر فارس اور شام سے لے کر خراسان اور پھر مغرب ادنیٰ تک شہداء اور غازیوں کے قافلے ہر جگہ اپنے دین متین کی سربلندی کے لئے پہنچے اور ہر سرزمین پر قربانیوں کی وہ لازوال داستانیں رقم کیں کہ صدیاں گزرنے بعد بھی وہ تاریخ کے لئے قابل فخر سرمایہ ہے ان کا نام لیتے ہوئے آج بھی امت مسلمہ احساس ممنونیت سے سر جھکاتی ہے ان کے تذکرے آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ان کا تذکرہ کرنے سے روح کو آسودگی اور جذبہ جہاد کو تقویت ملتی ہے، انہی شہداء کا احسان ہے کہ آج ہم دنیا میں سر اٹھانے کے قابل ہیں، کوئی پوچھے تو کہہ سکتے ہیں کہ ہماری تاریخ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نورالدین زنگی رحمہ اللہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ محمود غزنوی رحمہ اللہ عمر مختار اور سید احمد رحمہم اللہ شہید جیسے ہزاروں بہادر لوگ اس دنیا میں ایسا کردار ادا کر چکے ہیں جن کے کارنامے پڑھ اور سن کر عقل دنگ اور زبان گنگ ہو جاتی ہے، تاریخ میں ان کے تذکرے ہمیشہ تازہ رہیں گے۔

افغانستان بھی ہمیشہ سے شہداء اور غازیوں کا مسکن رہا ہے۔ اس مردم خیز مٹی نے اپنے دین اور وطن کو ایسے جری سپوت دیے جنہوں نے دین اور وطن کی پاسبانی کی خاطر اپنا مال، تن اور اولاد سب داؤ پر لگا دیا۔اس زرخیز مٹی نے ایسے جوہر پیدا کئے جنہوں نے ہر دور کے سامراج کو منہ کے بل گرا کر دنیا کو ان کے شر سے نجات دلائی، ہر جابر طاغوت نے اس دھرتی کو اپنے زیر کنٹرول لانے کی کوشش کی لیکن ہر ایک کو منہ کی کھانی پڑی۔

آج ایک بار پھر عالم کفر ہمارا مد مقابل ہے، امریکی قیادت میں ۴۸ ممالک سینوں پر صلیب کا نشان سجا کر ہماری سرزمین پر قابض ہو چکے ہیں، ایک بار پھر وہی منظر ہے، شہداء اور غازیوں کے قافلے جا رہے ہیں، ولولہ انگیز ترانوں، جہادی اشعار اور حدی خوانیوں کا دور دورہ ہے، فضا تکبیر کی آواز سے گونج رہی ہے، بارونق چہروں کے باکردار غازی ایک بار پھر کفر کے مد مقابل صف آراء ہیں، میدان کارزار گرم ہے، مقتل گاہ سج چکی ہے اور زمین سے فلک تک فرشتے قطار در قطار کھڑے ہیں اور شہداء کی پاکیزہ روحوں کو ساتھ لیکر علیین کی جانب بڑھ رہے ہیں، مسلسل قربانیوں، جدوجہد اور انتھک محنت کا نتیجہ ایک بار پھر سامنے آگیا ہے، امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت ہر گزرتے دن کے ساتھ شکست کی جانب گامزن ہے، پوری دنیا افغان کوہساروں کے درمیان سپر پاور کو زندگی کی آخری سانسیں لیتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔

ذیل میں ہم ایک ایسے شہید کا تعارف وتذکرہ کریں گے جنہوں نے سامراج کے خلاف جنگ لڑی اور پانچ سال امریکہ کے بدنام زمانہ جیل گوانتاناموبے، بگرام اور قندہار کے عقوبت خانوں میں قید کاٹی اور بالآخر اسی جدوجہد میں اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیا۔

تعارف :

شہید مولوی امین اللہ(امین)عبدالغفور کے برخوردار اور شہید مولوی عبدالحمید کے بھتیجے تھے، تعلق اچکزی قبیلے سے تھا اور قندھار کے ضلع سپین بولدک کے مرکز ملک سید محمد کے گاؤں میں 1968ء میں ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی، بچپن سے ان کے ماتھے پر سعادت مندی کے علامات نمایاں تھے اور ساتھیوں میں امین اور نیک انسان کے اوصاف سے مشہور تھے۔

تعلیم وتربیت :

مولوی امین اللہ امین نے ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے محلے کی مسجد میں اپنے چچا شہید مولوی عبدالحمید سے کیا، اس وقت مولوی صاحب روس کے ایجنٹ ڈاکٹر نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خلاف صوبہ قندھار کے مرکزی علاقوں، دور دراز اضلاع اور بالخصوص سپین بولدک میں ملا شفیع اخند کے محاذ پر شریک جہاد تھے او اس کے بعد ھرج ومرج (باہمی جنگ) کے دور میں وہ پاکستان چلے گئے جہاں صوبہ بلوچستان کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم رہ کر علم حاصل کیا اور آخری سال میران شاہ میں مدرسہ منبع العلوم میں داخلہ لیا جس کی بنیاد مجاہد اعظم حضرت مولوی جلال الدین حقانی نے سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد کے دوران رکھی، اس مدرسے سے ہزاروں طالب علم اپنے سروں پر دستار فضیلت سجا چکے ہیں۔ مولوی امین شہید نے 1991 میں درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنے علاقے میں حافظ عبدالظاہر کے مدرسے میں تقریباً دو برس تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیں اور اس کے بعد جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے فساد اور لاقانونیت کے خلاف تحریک طالبان کے نام سے سپین بولدک سے تحریک کا آغاز کیا تو انہوں نے بھی اس معرکے میں بھرپور حصہ لیا اور اس وقت وہ واحد شخص تھے جو پہاڑی توپ چلانا جانتے تھے ،اس لڑائی میں انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور آخر کار مجاہدین نے

بولدک پر کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے، امیر المؤمنین کی آواز پر جہادی سرگرمیاں شروع کیں جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی یہ حالت تھی کہ جب بھی مجاہدین کسی جگہ پر حملہ کرتے تو وہ اس میں ضرور شریک ہوتے بالآخر درس وتدریس کا سلسلہ ہی چھوڑ دیا اور امیر المؤمنین کی قیادت میں پیش قدمی کرتے ہوئے جہاد کا عظیم فریضہ انجام دینے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ قندھار فتح ہوا تو انہوں نے شہید مولوی عبدالمنان اور شہید مولوی عبدالحمید کی مشاورت سے رمضان المبارک کے بعد اپنے علاقے کے مجاھدین کی قیادت سنبھال لی، ہرات فتح کرنے تک یہیں رہے اس کے بعد وہ مولوی عبدالمنان شہید کے ساتھ صوبہ بادغیس، صوبہ سرپل اور صوبہ سمنگان میں انتظامی معاون کی حیثیت سے ذمہ داری نبھاتے رہے۔ پھر انہوں نے صوبہ بامیان کی پہلی لڑائی میں ایک محاذ کی قیادت سنبھالی اوراس کے بعد مزار شریف میں جنرل مالک کے دور میں مخالفین نے گرفتار کرکے جیل میں ڈالا۔

مولوی عبدالمنان اور دیگر سینئر ساتھیوں نے انہیں جیل سے رہا کرنے کیلئے ایک حیرت انگیز اور کامیاب منصوبہ بنایا اور اس پر عمل کرنے سے دشمن کی قید سے بحمد اللہ تعالی آزاد ہو کر بخیر و عافیت کابل پہنچے اور قید و بند کی صعوبتیں اور جنگ میں زخمی ہونے کی بھی سعادت حاصل کی بالآخر جب اللہ تعالی نے امیر المؤمنین کی قیادت میں امارت اسلامیہ کو مزید مقبولیت عطاکر کے اہم کامیابیاں نصیب دلائیں تو امین شہید کو جنوب مغربی صوبوں کی سطح پر سرحدات کا قلمدان سپرد کیا، انہوں نے طالبان کے دور حکومت میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ جن میں بامیان بتوں کو توڑنا بھی شامل ہے جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے 2001ء میں دنیا کے واحد اسلامی نظام حکومت "امارت اسلامیہ" کو ختم کرنے کیلئے حملہ کیا تو مولوی امین اللہ امین ڈٹے رہے اور پھر ملا محمد عمر مجاہد کے اس حکم پر پیچھے ہٹے کہ ہم نے حکومت چھوڑ دی لیکن جہاد سے دستبردار نہیں ہوئے۔ اور پھر جہادی سرگرمیوں میں حصہ لیا بالآخر منافقوں کی منافقت اور کافروں کی مکارانہ کوششوں کے نتیجے میں گرفتار ہو گئے اور بگرام جیسے خونی کیمپ سے ہوتے ہوئے کیمپ ایکسرے ،ڈیلٹا کیمپ، گوانتاناموبے اور امریکہ کے مختلف عقوبت خانوں میں وقت گزارا مگر جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ یہ جیلیں بھی اس کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔

قلم کے ذریعے خدمات:

موصوف علمی لحاظ سے اعلی استعداد کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین خوش نویس بھی تھے، نسخ اور نستعلیق لکھنے میں مہارت رکھتے تھے، مضمون نویسی میں بھی وہ دلچسپی رکھتے تھے، جیل سے رہائی کے بعد انہوں نے امریکہ اور اس کے حواریوں کے وحشیانہ مظالم، غیر انسانی سلوک، قیدیوں کے بلند حوصلے، صبر اور جہاد کی اہمیت پر ایک کتاب لکھی جس میں علاوہ ازیں افغانستان میں امارت اسلامیہ کے دور حکومت اور ظالموں کے خلاف جہاد کے دوران ان واقعات کا بھی تذکرہ شامل کیا گیا ہے جس میں وہ خود شریک تھے کتاب کا نام ہے "لشکر دجال کی راہ میں رکاوٹ"۔

زندگی کے آخری اوقات:

رہائی کے بعد پھر جہاد کا سلسلہ شروع کردیا اور اس بار انتھک محنت اور کوشش اور لگن سے سرگرم ہوا کہ امریکی جارحیت کے خلاف جب مزاحمت شروع ہوئی تو وہ امارت اسلامیہ کی سطح پر واحد شخصیت تھی جو بم بنانے کے ماہر تھے اور مختلف طریقوں سے بم ایجاد کرتے رہے، وہ شب وروز اس فکر میں رہتے تھے کہ کس طرح امریکیوں کے ناپاک قدموں کے نیچے بارودی سرنگیں بچھا کر افغان سرزمین ان پر تنگ کرے، اسی طرح وہ افغانستان کے 33 صوبوں کو دھماکہ خیز مواد کی فراہمی کا کام جرأتمندانہ انداز سے سرانجام دیتے رہے، مختلف صوبوں کے مجاہدین کے لئے جہاد کی تربیت، اسلحے کی ٹریننگ اور نت نئے طریقے سکھانے کے لئے کئی اہم سینٹرز فعال کئے جہاں سے ہر سال سینکڑوں مجاہدین عسکری تربیت حاصل کرتے اور پھر جہاد میں شرکت کے لئے گرم محاذوں پر تشریف لے جاتے، ملک کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کی سہولیت کے لئے دھماکہ خیز مواد کے ڈپو بنائے جن سے ضرورت کے وقت بہت جلد کام لیا جاتا تھا، جن میں ایک اہم ڈپو قندہار کے ضلع ژڑی اور دوسرا ننگرہار میں واقع ہے۔

آخرکار وہ جوانمرد، بہادر، مخلص، وفادار اور تجربہ کار مجاہد، مولوی امین اللہ (امین) اللہ کے راستے میں شوق شہادت کا وعدہ ایفا کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالی ان کی شہادت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے، آمین

یاد رہے کہ انہوں نے پسماندگان میں پانچ بیٹے فضل اللہ، ذبیح اللہ، محمد عمر، اسامہ اور خالد اور چھ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

●●●

جنگی جرائم {ستمبر2013}

تحریر: سید سعید

یکم ستمبر کو صوبہ بغلان کے علاقہ درمبک میں افغان فورسز نے چھ بچوں جن کی عمریں 9 اور 14 سال کے درمیان تھیں، کو شہید اور دو بچوں کو زخمی کردیا، عینی شاہدین کے مطابق یہ واقعہ اس کے بعد پیش آیا جب افغان فورسز نے ان بچوں کو نہر میں نہانے سے روک دیا لیکن انہوں نے انکار کردیا۔

یکم ستمبر کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے شیوان علاقے میں پولیس کی اندھادھند فائرنگ سے ایک معصوم بچہ [عین الدین] شہید اور ایک خاتون زخمی ہوگئی۔

4 ستمبر کو کابل کے ضلع سروبی میں منزلاری کے مقام پر افغان فورسز کے گولہ بارود سے دو شہری شہید ہوگئے۔

5 ستمبر کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے جعفر علاقے میں اتحادی اور افغان افواج کی مشترکہ کارروائی میں ایک عام شہری [عبدالولی] شہید اور ایک اور شہری زخمی ہوا، اسی طرح اگلے روز پھر دو شہریوں [خان محمد اور محمد ولی] کو شہید کردیا۔

6 ستمبر کو صوبہ زابل کے صوبائی دارالحکومت قلات میں پولیس چیف غلام سخی کی سربراہی میں پولیس نے اہم تجارتی مراکز پر چھاپہ مارکر دس افراد کو گرفتار کرلیا اور لوگوں سے ۱۸، لاکھ افغانی بھی لوٹ کر لے گئے۔

6 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ میدان وردگ ضلع جغتو کے علاقے صالح خیل میں چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی لی، مکینوں کو بھاری مالی نقصان پہنچایا اور جاتے ہوئے اپنے ساتھ چھ نہتے شہریوں کو بھی لے گئے۔

7 ستمبر کو صوبہ کونڑ کے ضلع وٹہ پور میں اتحادی افواج کے ڈرون حملے میں 16 شہری شہید ہوگئے جن میں 5 خواتین، 7 بچے اور چار مرد شامل تھے، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب یہ لوگ بس گاڑی میں کہیں جارہے تھے تو ڈرون کا نشانہ بنے، افغان حکام نے بھی اس واقعے میں ان ہلاکتوں کی تائید کی لیکن حسب سابق نیٹو نے انہیں مسلح مخالفین قرار دیا۔

8 ستمبر کو قندہار کے ضلع میوند کے علاقے اشخاباد میں افغان نیشنل آرمی نے اپنے فوجی اڈے سے کئی راکٹ فائر کئے جس کے باعث چار بچے اور ایک خاتون شہید اور پانچ بچے زخمی ہوئے۔

8 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ ہلمند ضلع باباجی کے علاقے لوئی مانده میں چھاپے کے دوران تین شہری گرفتار کرلئے۔

8 ستمبر کو جارحیت پسند افواج نے صوبہ غزنی ضلع خوگیانو کے ولی قلعہ میں تلاشی کے بعد چار افراد کو حراست میں لیا۔

9 ستمبر کو صوبہ ہلمند ضلع خانشین کے علاقے قلعہ نو میں پولیس اور حکومتی حامی ملیشیا اہلکاروں نے 12 افراد کو گرفتار کرلیا۔

9 ستمبر کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے علاقے شیوان مسجد میں افغان فورسز کی فائرنگ سے پیش امام [مولوی عبدالرحیم] جو صوبہ ہرات کا رہائشی تھا، شہید ہوا۔

10 ستمبر کو صوبہ کاپیسا ضلع نجراب میں غین درہ کے مقام پر قابض افواج نے بمباری کی جس کے نتیجے میں ایک بوڑھا شخص شہید اور چار زخمی ہوگئے۔

12 ستمبر کو صوبہ غزنی ضلع شلگر کے اٹل گاوں میں دو افراد [صفی اللہ اور عبداللہ] کی لاشیں ملیں جنھیں چند روز قبل حکومتی حامی لشکر کے اہلکاروں نے حراست میں لیا تھا، ان کو بہیمانہ تشدد کر کے شہید کردیا گیا تھا۔

13 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے علاقے عباداللہ قلف میں ڈرون حملہ کر کے موٹر سائیکل پر سوار ایک شخص کو نشانہ بنا کر شہید کردیا۔

14 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ اروزگان ضلع دہراود کے غاڑو کے مقام پر چھاپے کے دوران ایک شخص کو شہید اور دو بچوں کو زخمی کردیا۔

14 ستمبر کو صوبہ قندوز ضلع چہاردرہ کے نو آباد علاقے میں قابض افواج نے چھاپے کے دوران ملکیوں کو شدید مالی نقصان پہنچایا اور ۱۱۲ افراد کو گرفتار کرلیا۔

15 ستمبر کو میڈیا نے ایک خبر شائع کی کہ قندوز کے دشت ارچی اور امام صاحب کے اضلاع میں پولیس اور حکومتی حامی لشکر کے اہلکاروں نے ایک حملے کے دوران مقامی لوگوں کے گھروں سے موٹر سائیکل، زیورات، مویشی

اور دیگر قیمتی اشیاء چھین لیں، یہ واقعہ اس کے بعد پیش آیا جب کابل حکومت نے ان اضلاع میں طالبان کے خلاف آپریشن کا اعلان کیا۔

15 ستمبر کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے چمبران میں قابض افواج نے دو شہریوں کو گھروں سے گرفتار کر لیا جب ان کے رشتہ داران کی ملاقات کے لئے گئے تو انہیں بتایا گیا کہ ان کو قتل کیا گیا ہے۔

16 ستمبر کو صوبہ غور کے ضلع تیوری کے شہر میں حکومتی حامی لشکر کے اہلکاروں نے دو افراد کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

16 ستمبر کو صوبہ کاپیسا ضلع نجراب کے علاقے نین درہ میں افغان فورسز کی فائرنگ سے دو شہری شہید اور چھ زخمی ہو گئے۔

17 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ بلخ کے ضلع البرز میں چھاپے کے دوران چار افراد کو حراست میں لیا۔

18 ستمبر کو صوبہ فراہ ضلع پشتکوہ کے مرکز میں خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں نے ایک شخص [لعل محمد] کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔

20 ستمبر کو صوبہ پکتیکا کے ضلع اومنہ میں افغان فورسز نے چھاپے کے دوران دس افراد کو گرفتار کر لیا۔

20 ستمبر کو صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے اونخی درہ میں جارحیت پسند افواج نے ایک طالب علم [ضیاء الرحمن] کو شہید کیا۔

21 ستمبر کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے سرویز میں قابض اور افغان افواج نے چھاپہ مار کر دو شہریوں کو شہید اور دو کو زخمی کر دیا، اگلے روز شہریوں نے شہر میں احتجاجی مظاہرہ کیا، قابض افواج اور کٹھ پتلی حکومت کے خلاف شدید نعرہ بازی کی اور دھمکی دی کہ اگر اس طرح کا واقعہ پھر رونما ہوا تو وہ اسلحہ اٹھا کر طالبان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے۔

22 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ پروان ضلع کوہ صافی کے علاقے شر کلی میں ایک عام شہری شہید کیا۔

24 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ ہلمند ضلع گریشک کے حیدر آباد محمد زوئی کے مقام پر چھاپہ مارا، اور چار افراد کو حراست میں لیا۔

24 ستمبر کو حکومتی حامی لشکر کے کمانڈر اختر کی سربراہی میں اہلکاروں نے قندوز کے ضلع دشت ارچی کے مختلف علاقوں میں پانچ افراد کو صرف اس لئے گرفتار کیا کہ ان کے رشتہ دار طالبان ہیں۔

25 ستمبر کو قابض اور افغان فوجیوں نے مشترکہ چھاپے کے دوران صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ کے لاچپور علاقے میں 80 افراد کو اپنے گھروں سے نکال کر محلے کی مسجد میں سارا دن نظر بند کیا، اس دوران انہوں نے گھروں سے نقد رقم، زیورات اور دیگر قیمتی اشیاء بھی چھین لیں۔

25 ستمبر کو صوبہ قندوز کے دارالحکومت کے قریب حضرت سلطان کے علاقے میں حکومتی حامی اہلکاروں نے دو افراد کو شہید اور تین کو زخمی کیا، مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ اس حملے میں انہوں نے ان کے گھروں سے مختلف چیزیں بھی چھین لیں۔

25 ستمبر کو قندوز ضلع امام صاحب کے علاقے دوست محمد شاخ میں حکومتی حامی اہلکاروں نے دو بوڑھے افراد [یار محمد گل اور پہلوان] کو شہید کر دیا۔

25 ستمبر کو صوبہ اروزگان ضلع چنارتو کے پاتان کے مقام پر قابض افواج نے چھاپے کے دوران 8 افراد کو شہید کر دیا۔

28 ستمبر کو صوبہ ہلمند ضلع گرشک کے علاقے حیدر اباد میں قابض افواج نے چھاپے کے دوران حاجی حسن خان کے باغ میں چار افراد کو شہید اور دو کو گرفتار کر لیا۔

29 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ روزگان ضلع چوری کے علاقے تیلبی میں چھاپے کے دوران دو شہریوں کو شہید کیا۔

29 ستمبر کو قابض افواج نے صوبہ روزگان کے دارالحکومت ترینکوٹ میں چھاپے کے دوران دو نہتے شہریوں کو شہید کر دیا۔

29 ستمبر کو صوبہ غزنی ضلع خوگیانو کے مختلف علاقوں میں افغان پولیس نے آپریشن کے دوران 100 افراد کو حراست میں لیا، ان کے گھروں کی تلاشی لی، قیمتی چیزیں چھین لیں اور 80 موٹر سائیکلیں لے کر چلے گئے۔

30 ستمبر کو صوبہ ہلمند ضلع باغران کے علاقے مشترک میں پولیس نے اپنی چوکی کے سامنے سڑک پر دو خواتین کو شہید اور ایک بچی زخمی کیا۔

30 ستمبر کو صوبہ پکتیا ضلع جانی خیل کے علاقے میاکلا میں حکومتی حامی اہلکاروں کی فائرنگ سے ایک شخص شہید اور دس افراد زخمی ہوئے۔

اقتباسات: [بی بی سی، آزادی ریڈیو۔ افغان اسلامک نیوز ایجنسی۔ پیرواک، بینوا۔ روھی، لراو بر اور نن ټکی اشیا کی ویب سائٹ]

☆☆☆

افغانستان اگست 2013 میں

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ نقصانات کے حقیقی اعداد و شمار آپ الامارہ اور دیگر خبری ویب سائٹوں پر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

سال 2013 کے اگست کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی طرح اہم واقعات و حوادث سے بھرپور رہا۔ اس مہینے میں دشمن کو سخت اور بھاری جانی ومالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اس ماہ میں ہونے والی کارروائیوں سے مجاہدین کے آپریشن کی وسعت اور دشمن کی صفوں میں نفوذ کا پتہ چلتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے واقعات وحادثات کی تفصیل ذیل میں دیے گئے عنوانات کے تحت پڑھی جاسکتی ہے۔

خارجی دشمن کے جانی نقصانات:

اگست کے مہینے میں جارحیت پسند دشمن نے اپنے 12 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا جن میں دس امریکی بھی شامل ہیں۔ اس اعتراف کے ساتھ 2013 کے آغاز کے بعد ہلاک ہونے والوں کی تعداد 121 افراد تک پہنچ گئی جس میں 95 امریکی فوجی ہیں۔ اسی طرح گذشتہ بارہ سالوں میں ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد 3370 تک پہنچ گئی ہے جن میں 2269 امریکی اور 444 برطانوی فوجی شامل ہیں۔ یاد رہے اس گنتی میں حقیقی اعداد و شمار کا ایک چوتھائی بھی بیان نہیں کیا گیا ہے۔

لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایک عشرے سے زیادہ عرصے تک جاری رہنے والی اس جنگ میں 10 ہزار سے زیادہ فوجی مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بن کر ہلاک ہوگئے ہیں۔

جارحیت پسندوں کے مالی نقصانات:

جارحیت پسند دشمن کو مجاہدین کی کارروائیوں کے نتیجے میں کافی نقصانات کا سامنا رہا۔ روزانہ ان کے ٹینک، گاڑیاں اور فوجی کیمپ مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہورہے ہیں۔ ہوسکتا ہے ان نقصانات کا اندازہ کروڑوں میں ہو مگر ایسا کوئی ذریعہ نہیں جو ان اعداد و شمار کو اکٹھا کرے۔ یہاں نقصانات کے حجم کا اندازہ لگانے کے لیے چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے۔

16 اگست بروز جمعہ مجاہدین نے قندھار ہرات شاہراہ پر جارحیت پسندوں کو تیل کی فراہمی کرنے والے کم از کم 4 ٹینکر جلاڈالے۔

28 اگست بروز بدھ مجاہدین نے جارحیت پسندوں کو رسد فراہم کرنے والی ایک کانوائے پر ہونے والے حملے میں کم از کم 40 کنٹینرز جلادیے جن میں کچھ ڈرائیور ہلاک وزخمی بھی ہوئے۔

28 اگست کو جارحیت پسندوں کے پی آر ٹی مرکز پر حملہ جس میں 2 ہیلی کاپٹر، 6 ٹینک اور 20 بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ خبر کی تفصیل متعلقہ پتے پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

31 اگست بروز ہفتہ ہونے والے اسی طرح کے ایک حملے میں جارحیت پسندوں کے 23 سے زیادہ رسد فراہم کرنے والے ٹینکرز جلادیے گئے۔ اور کئی محافظ پولیس اور سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوگئے۔ یہ واقعہ کابل غزنی شاہراہ پر میدان وردگ ضلع سید آباد میں پیش آیا۔

یہ نقصانات اس کے علاوہ ہیں جو خالد بن ولید آپریشن میں ملک کے طول وعرض دشمن کو ہورہے ہیں۔

دشمن کا فرار اور مجاہدین کی قوت کا اعتراف:

گذشتہ ایک سال سے جارحیت پسندوں کے فرار کا سلسلہ مختلف عنوانات سے جاری ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کے بعض رہنماؤں کے اعترافی بیانات بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ افغان امور کے نگران تامس روٹیک کا بیان اس سلسلے میں قابل ذکر ہے جو انہوں نے 7 اگست بروز بدھ ایک پریس کانفرنس میں دیا۔ انہوں نے کہا جارحیت پسند افغانستان کی جنگ میں ناکام ہوچکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا سیکورٹی صورتحال 2014 کے بعد بہت زیادہ خراب ہوجائے گی، ان کے اندازے کے مطابق جارحیت پسندوں کو 2014 کے بعد اپنی ساری قوت افغانستان سے سمیٹ کر نہیں لے جانی چاہیے۔ کیوں کہ اب طالبان بہت زیادہ قوی ہوگئے ہیں جس کا جارحیت کے آغاز میں

صرف تصور کیا جاسکتا تھا۔

11 اگست بروز اتوار صوبہ ننگرہار کے گورنر کے سیکرٹری نے مجاہدین کی طاقت اور مضبوطی اعتراف کیا اور کہا کہ اس صوبہ کی سیکیورٹی صورتحال دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے۔ یہ اعتراف ایسے حالات میں سامنے آیا ہے جب گذشتہ ہفتے مجاہدین نے اس صوبہ میں دشمن کو بہت بھاری نقصانات سے دوچار کیا۔ جس سے سیکیورٹی ذمہ داروں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے اور یہ جنگ ابھی تک جاری ہے۔

18 اگست بروز اتوار جارحیت پسند ملک پولینڈ نے اپنے فوجیوں کی تعداد میں کمی کا اعلان کیا۔ اس ملک کے 1600 فوجی ابھی یہاں میں موجود ہیں جن میں سے 600 فوجی آئندہ دو ماہ میں یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

مجاہدین کی قوت کی مضبوطی کے سلسلے میں 21 اگست بروز بدھ ذرائع ابلاغ نے صوبہ کنڑ ضلع چپہ درہ کے حوالے سے خبر شائع کی جس میں کہا گیا کہ وہ گذشتہ 6 ماہ سے مجاہدین کے محاصرے میں ہیں۔ پولیس نے مزید کہا کہ کابل انتظامیہ نے اب تک محاصرے توڑنے میں ان کی کوئی مدد نہیں کی۔

ایک بار پھر جنگ میں:

ایک طرف خارجی جارحیت پسند فرار ہونے کو ہیں دوسری طرف 11 اگست بروز اتوار یوکرائن نے افغانستان میں اپنی فوج بھیجنے کا اعلان کر دیا۔ ناٹو اور یوکرائن کے درمیان ہونے والے معاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ ملک افغانستان میں اپنی فوج بھیجنا چاہتا ہے۔ یوکرائن ایسے حالات میں اپنی فوج دہکتے الاؤ میں ڈال رہا ہے جب اس کے یورپی باپ فرار ہونے کو ہیں اور افغانستان میں غیر اعلانیہ طور پر اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ اس خبر کے رد عمل میں حامد کرزئی نے کہا ہے کہ کسی ملک کو یہ اجازت نہیں کہ وہ میری اجازت کے بغیر افغانستان میں اپنی فوج بھیجے۔ گویا پچاس ممالک کے فوجی افغانستان میں اس کی اجازت سے آئے ہیں۔

داخلی دشمن کی صفوں میں نقصانات:

داخلی دشمن کی صفوں میں نقصانات کا ریشو اتنی تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ اس کے تحقیقی اعداد و شمار کا ذکر ہی ناممکن ہو رہا ہے۔ دشمن نے ابھی اپنے فوجیوں کا حوصلہ رکھنے کے لیے اعداد و شمار دینے سے انکار کیا ہے۔ یہاں چند واقعات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے جو ملک کے مختلف حصوں میں وقوع پذیر ہوئے۔

یکم اگست بروز جمعرات صوبہ فاریاب ضلع بلچراغ کے کرائم برانچ کا آفیسر اور اٹارنی جنرل مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔ جبکہ دو اعلی افسر زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کے ایک روز بعد صوبہ لوگر میں 203 چھاونی کے چوتھے یونٹ کا کمانڈر ایک بارودی سرنگ کے دھماکے میں ہلاک ہو گیا دو روز بعد 4، اگست صوبہ کنڑ کے صوبائی شوری کا رکن مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔

11 اگست بروز اتوار ذرائع ابلاغ نے صوبہ غزنی مصالحتی شورا کے سربراہ کی ہلاکت کی خبر دی جو مجاہدین کے ایک حملے میں زخمی ہو گیا۔

14 اگست کو مجاہدین نے پارلیمنٹ کے رکن کو صوبہ بغلان میں نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں 4 محافظ ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔

اسی طرح اسی روز صوبہ غزنی کی انتظامیہ نے اعتراف کیا کہ پارلیمنٹ کا ایک رکن مذکورہ صوبے میں مجاہدین کی جانب سے زندہ اٹھالیا گیا ہے جس کے متعلق تاحال کوئی معلومات میسر نہیں۔

17 اگست بروز ہفتہ صوبہ فراہ ضلع بالابلوک میں ایک فدائی حملہ ہوا ۔ یہ حملہ ایک سابق کمانڈر پر ہوا جو اب بھی دشمن کی صف میں مجاہدین کے خلاف سرگرم تھا۔ یہ کمانڈر اپنے دو محافظوں سمیت موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔

اس واقعے کے ایک روز بعد انتظامیہ کا ایک سیکیورٹی افسر صوبہ پروان میں مجاہدین کے حملے کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ حالیہ دنوں میں مجاہدین کی عسکری کارروائیاں ملک کے شمالی علاقوں تک بھی پھیلادی گئی ہیں جس نے مزدور انتظامیہ کو انتہائی گھبراہٹ کا شکار کر دیا ہے۔

20 اگست بروز منگل زابل شہری عدالت کا سربراہ ضلع مقر میں مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔ اسی روز صوبہ اروزگان کے پولیس ہیڈ کوارٹر میں پاسپورٹ افسر بارودی سرنگ کے ایک دھماکے میں ہلاک ہو گیا۔

24، اگست بروز ہفتہ ننگرہار ضلع آچین کا ایک پولیس افسر مجاہدین کے ایک حملے میں ہلاک ہو گیا۔

اس کے علاوہ 30 اگست بروز جمعہ قندوز دشت ارچی کا ضلعی گورنر اپنے محافظوں سمیت مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس حملے میں کچھ اور بھی پولیس اہلکار ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ اس خبر کے فوراً بعد ہرات کی صوبائی شوری کے سربراہ نے کہا ہے کہ عید الفطر کے بعد سے اب تک اس صوبے کے 30 اعلی افسران اور عہدیداران ہلاک ہو چکے ہیں۔ یاد رہے کہ حالیہ دنوں مجاہدین کی کارروائیاں شمالی اور شمال مغربی صوبوں کی جانب

پھیل گئی ہیں جہاں مجاہدین کو بہت سی اہم کامیابیاں ملی ہیں۔

آقاؤں کے دوستانہ حملے:

داخلی دشمن پر ایک طرف اگر مجاہدین کے حملے ہوتے ہیں تو دوسری طرف ان کے جارحیت پسند دوست بھی کبھی کبھی انہیں ہلاکتوں سے دوچار کر دیتے ہیں۔26، اگست بروز پیر میدان وردگ ضلع میدان شہر میں جارحیت پسندوں نے ایک فرینڈلی حملے میں 6 پولیس کو ہلاک اور زخمی کر دیا

اسی طرح ایک اور واقعے میں 28 اگست بروز بدھ محافظت عامہ پولیس کے ایک اہلکار نے فائرنگ کر کے اپنے 16 ساتھیوں کو زخمی کر دیا۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ شخص بعد ازاں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

عوامی نقصانات اور تکالیف:

عام لوگوں پر حملے اور بیگناہ عوام کا قتل، گرفتاریاں اور انہیں اذیتوں سے دوچار کرنے کے واقعات ملک کے طول وعرض میں تقریباً روز کا معمول بن چکے ہیں۔ گاؤں اور گلی کوچوں میں اغواء، گھیراؤ جلاؤ اور گھروں کو منہدم کرنے کے ظالمانہ واقعات اربکیوں کی جانب سے ہر روز وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ گذشتہ ماہ کے دوران کم از کم 18 بیگناہ عوام شہید کر دیے گئے ہیں۔150 زخمی اور 78 سے زیادہ افراد جارحیت پسندوں اور نیشنل آرمی کے ہاتھوں گرفتار کیے گئے ہیں۔

5 اگست بروز پیر امریکی جارحیت پسندوں نے غزنی ضلع اندڑ میں ایک سکول ٹیچر کو شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ایسے حالات میں پیش آیا جب جارحیت کی حامی تنظیم یوناما نے افغانستان کے متعلق اپنی حالیہ رپورٹ میں مجاہدین کو بہت سے عوامی نقصانات کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔

اس واقعے سے ایک روز قبل 4، اگست بروز اتوار جارحیت پسندوں نے میدان وردگ کے مضافات میں عام لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارا اور نقدی، زیورات اور دیگر قیمتی چیزیں چوری کیں۔ اس واقعے میں جارح فوجیوں نے گاؤں کے کچھ لوگوں کو سخت زدوکوب کیا۔

17 اگست بروز ہفتہ ذرائع ابلاغ نے کرزئی کے معاون خاص کریم خلیلی کے مسلح جنگجو حکیم شجاعی اور اس کے غنڈوں نے ضلع خاص ارزگان میں لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارا۔ لوگوں پر تشدد اور زدوکوب کیا۔ ان کی فصلیں جلائیں۔ اس ہنگامے میں ایک تین سالہ بچہ بھی آگ میں جھلس گیا۔ کہا گیا ہے کہ آگ لگانے اور تشدد کے ان واقعات میں 145 افراد زخمی ہو گئے۔ جن میں 48 افراد کی حالت نازک بتائی گئی ہے۔

18، اگست بروز ہفتہ مذکورہ ضلع کے لوگوں نے مذکورہ ضلع کے لوگوں نے احتجاجی مظاہروں کا آغاز کر دیا اور مطالبہ کیا کہ حکیم شجاعی کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائے۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ کرزئی انتظامیہ کے وزیر داخلہ نے ذرائع ابلاغ سے کہا: "عدلیہ حکام سے مطالبہ کیا جائے تو شاید شجاعی کو گرفتار کیا جاسکے"۔ قانونی نکتہ دانی کا یہ درس ایسے حالات میں دیا جا رہا ہے جب اس ملک میں روزانہ سینکڑوں بے گناہ افراد کسی عدالتی نوٹس میں لائے بغیر گرفتار کر کے کئی سالوں کے لیے نامعلوم جیلوں میں ڈالے جارہے ہیں۔ جبکہ چوروں ڈاکوؤں اور قاتلوں کی گرفتاری کے لیے عدلیہ کی جانب سے احکامات کا جاری ہونا ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ افغانستان کے جنوبی علاقے اربکیوں کی وحشت، جرائم اور درندگی سے تنگ آگئے ہیں بلکہ شمالی علاقوں کے لوگ بھی کٹھ پتلی انتظامیہ کے باعث کئی مسائل اور پریشانیوں کا شکار ہیں۔

18 اگست بروز ہفتہ خارجی جارحیت پسندوں نے داخلی مزدوروں کے تعاون سے بغلان ضلع ڈنڈہ غوری میں آپریشن کا سلسلہ شروع کر دیا جس کے نتیجے میں گاؤں کے سارے لوگوں کو گھروں سے نکال کر ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور صبح تک انہیں ٹھنڈی ہوا میں چھوڑا گیا۔ مذکورہ صوبے کے گورنر نے بھی اس واقعے کا اعتراف کیا اور کہا کہ یہ آپریشن جارحیت پسندوں نے اپنے بل بوتے پر کیا ہے ہمیں اس بارے میں کوئی اطلاعات نہیں ہیں۔

23 اگست بروز جمعہ وحشی اربکیوں نے غور ضلع دولینہ میں ایک سہ روزہ آپریشن میں 150 گھر لوٹ لیے۔ گاؤں سے پالتو جانور اور ذرائع نقل وحمل اپنے ساتھ لے کر گئے۔ گاؤں کی دکانیں لوٹنے کے بعد انہیں آگ لگادی۔ متاثرہ گھروں کے لوگ مجبوری کے باعث گاؤں سے ہجرت کر کے کہیں اور چلے گئے ہیں۔

خالد بن ولید آپریشن:

اگست کے مہینے میں خالد بن ولید آپریشن انتہائی کامیابی سے جاری رہا جس سے دشمن کو بہت زیادہ نقصانات اٹھانے پڑے۔ یہاں نمونے کے طور پر کچھ واقعات کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے۔

3، اگست بروز ہفتہ صوبہ ننگرہار میں ایک ہلاکت خیز حملہ مرتد اربکیوں، مزدور پولیس اور نیشنل آرمی پر ہوا۔ مجاہدین نے انہیں تینوں قوتوں کے ذریعے کیے جانے والے سہ روزہ آپریشن کے خلاف کارروائی کی جس میں 50 اہلکار ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہو گئے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے دشمن کو جانی نقصانات پہنچانے کے علاوہ درجنوں گاڑیاں اور ذرائع نقل وحمل تباہ کر دیے

ہیں۔ جن میں سے کچھ غنیمت کے طور پر بھی مجاہدین کے ہاتھ لگے ہیں۔
دشمن کے حملے اور آپریشن کے آغاز میں ہمیشہ کی طرح مجاہدین کی شہادت کی خبریں پھیلانی شروع کر دیں۔ لیکن بعد ازاں آزاد اور غیر حکومتی ذرائع نے رپورٹس نشر کیں جس سے حقائق آشکارا اور دشمن کے جھوٹ سے پردہ اٹھ گیا۔ اس لڑائی میں درجنوں پولیس اور نیشنل آرمی کے افراد زندہ گرفتار کر لیے گئے ہیں۔

16، اگست بروز جمعہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے قندھار میں ہونے والے ایک فدائی حملے میں 15 خارجی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ صوبے کے حکومتی ترجمان نے پہلے مرحلے میں اپنے بیرونی آقاوں کے ہلاکت کی تصدیق کی لیکن بعد ازاں صرف 15 زخمیوں کی خبر نشر کی گئی۔

26 اگست بروز پیر کا پیسا ضلع تغاب میں دشمن کا مشترکہ فوجی مرکز مجاہدین کے پرہجوم حملے کا شکار ہو گیا۔ باوثوق معلومات کی بنیاد پر بتایا گیا کہ فدائی مجاہد کی گاڑی کیمپ میں داخل ہوئی اور وہاں دھماکہ کر دیا جس کے نتیجے میں ساری عمارت زمین بوس ہو گئی۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اب تک 50 لاشیں ملبے سے نکال لی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ 3 بکتر بند ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں جو وہاں موجود تھیں تباہ ہو گئیں۔

مذکورہ فدائی حملے میں اسی وقت اس کیمپ کے قریب واقع سیکورٹی چیک پوسٹ بھی مجاہدین کے حملے کی زد میں آگئے، جس کے نتیجے میں دونوں چیک پوسٹیں فتح ہو گئیں اور بہت سا اسلحہ اور اہم وسائل مال غنیمت میں مل گئے۔

اگرچہ اس آپریشن میں 2 رینجر گاڑیاں، ایک سرف گاڑی، ایک لینڈ کروزر اور بہت سے عسکری وسائل غنیمت میں مل گئے۔ لیکن دشمن نے انتہائی بے شرمی سے اپنی اس شکست اور فرار کو مرکز کی منتقلی قرار دیا اور اس طرح اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔

27، اگست بروز ہفتہ کابل انتظامیہ کے وزارت معدنیات کے دفتر میں ایک راکٹ گرا، خبر کے مطابق اس راکٹ سے دفتر جل گیا جس میں ایک شخص زخمی ہو گیا۔ یاد رہے یہ دفتر وزارت دفاع اور صدارتی محل کے آس پاس چند سو میٹر میں واقع ہے۔

28، اگست بروز بدھ ہلمند کے مجاہدین نے خارجی جارحیت پسندوں کی ایک کانوائے پر ایک گروپ حملہ کر دیا، عینی شاہدین کے مطابق یہ لڑائی سیکورٹی فورسز سے ہوئی جس میں درجنوں خارجی و داخلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

بدھ کے روز ایک اور ہلاکت خیز حملہ غزنی میں پی آر ٹی مرکز پر ہوا جس میں زیادہ جانی و مالی نقصان جارحیت پسندوں کو پہنچا۔ یہ لڑائی "ورودی" دروازے پر ایک دھماکے کے بعد شروع ہوئی۔ مجاہدین انتہائی آسانی سے اس کیمپ میں داخل ہوئے اور کئی گھنٹوں تک دشمن سے لڑتے رہے۔ باوثوق معلومات کے مطابق کارروائی کے نتیجے میں 78 خارجی جارحیت پسند اور 21 داخلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اس کے علاوہ دو ہیلی کاپٹر، 6 بکتر بند ٹینک اور 20 گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

حقائق کا ادراک اور مجاہدین سے یکجہتی:

اگست 2013ء میں گذشتہ مہینوں کی طرح کم از کم 676 افراد مخالفین جو دشمن کی جانب سے مختلف (پولیس، نیشنل آرمی، سیکورٹی اداروں کی) صفوں میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کی حقیقت کا ادراک کرنے اور دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں اور دعوت کے بعد کٹھ پتلی انتظامیہ سے قطع تعلق کا اعلان کیا اور مجاہدین کی صفوں میں مل گئے۔
ہتھیار ڈالنے والے لوگوں نے اپنے ساتھ مختلف النوع ہلکے اور بھاری اسلحہ، گاڑیاں، موٹر سائیکلیں، وائرلیس سیٹ اور دیگر اہم وسائل مجاہدین کے حوالے کر دیے۔ یہاں چند ناموں کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے۔

یکم اگست کو 10 فوجی جو نیشنل آرمی کی صفوں میں کام کر رہے تھے صوبہ لغمان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اسی طرح اسی روز ہرات ضلع کرخ میں ایک آدمی چہل میلہ اور 10 مشین گنوں کے ساتھ مجاہدین سے آملا۔

14، اگست نیشنل آرمی کے 15 فوجی ننگرہار ضلع شیرزاد میں مجاہدین سے مل گئے۔ اس کے ایک روز بعد مذکورہ صوبے کے ضلع "ہسکہ مینہ" میں 16 دیگر فوجی مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

18 اگست کو 16 مزید افراد ننگرہار ضلع لعلپور میں مزدور انتظامیہ سے الگ ہو کر مجاہدین سے مل گئے۔

23 اگست کو نیشنل آرمی کے 5 اور 3 پولیس اہلکار پکتیکا ضلع تروہ میں حقائق کا ادراک کرنے کے بعد مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

24 اگست کو نیشنل آرمی کے 10 افراد لغمان ضلع علیشنگ میں مجاہدین سے مل گئے۔ اسی طرح 11 اگست کو 8 پولیس اہلکار فاریاب ضلع قیصار میں مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

17، اگست کو 8 افراد تخار ضلع کلفگان میں اس کے ایک روز بعد 8 افراد ضلع بھارک میں مجاہدین سے مل گئے۔ اس واقعے کے ایک روز بعد بادغیس ضلع دابقری میں 50 فوجی راکٹ لانچر، مشین گن اور 40 کلاشنکوفوں کے ساتھ مجاہدین سے مل گئے۔

28، اگست کو سرپل کے مختلف علاقوں میں 87 افراد نیشنل آرمی، پولیس اور اربکی ملیشیا کی صفوں سے الگ ہو کر مجاہدین سے مل گئے۔ یاد رہے کہ ایک سابقہ سینیٹر قاضی عبدالحیٔ جو قاضی ائیت کے نام سے مشہور تھے مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہو کر مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ ہتھیار ڈالنے والے مذکورہ بالا افراد کے ناموں کی فہرست اور تفصیل امارت اسلامیہ کی دعوت وارشاد کمیشن کی ماہانہ رپورٹ میں الامارہ ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

قیدیوں کی خلاصی:

گذشتہ بارہ سالوں میں مجاہدین کئی کئی مرتبہ دشمن کی سیکورٹی رکاوٹیں توڑ کر اپنے قیدی ساتھیوں کو آزادی دلانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں 11 اگست بروز ہفتہ ارزگان ضلع ترینکوٹ میں مجاہدین نے کم از کم 20 قیدیوں کی آزادی کی خبر دی۔ لیکن دشمن نے اپنی یہ ناکامی چھپائی اور فرار ہونے والے سارے قیدیوں کو نابالغ بچے اور نوجوان قرار دیا۔

بہادر غازی مجاہد محمد روزی کی شہادت:

14، اگست بروز بدھ غازی مجاہد محمد روزی 8 امریکی جارحیت پسند فوجیوں کو ہلاک کرنے کے بعد شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوگئے۔ شہید محمد روزی جنہوں نے دوسال قبل ارزگان میں 12 آسٹریلیائی فوجیوں کو قتل کر دیا تھا۔

منگل کی رات کو دشمن کی جاسوسی کے بعد ان پر چھاپہ مارا گیا جس میں جوابی کارروائی 8 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس لڑائی میں انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ 12 آسٹریلیائی فوجیوں کی ہلاکت کی وجہ ہی سے اس ملک نے افغانستان سے اپنے فوجیوں کے انخلاء کا اعلان سب سے پہلے کر دیا۔

صحافیوں پر تشدد اور زیادتی:

21 اگست بروز بدھ ذرائع ابلاغ نے خبر دی کہ صحافیوں کے خلاف طاقت کا استعمال یا اس کی دھمکیاں حکومت کی جانب سے دی جاتی ہیں۔ صحافی رہنماوں نے کہا ہے کہ حکومت کی عدم حمایت کی وجہ سے ان کے خلاف دھمکیوں اور طاقت کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ زور زبردستی اکثر اعلی حکومتی شخصیات اور غیر ذمہ دار مسلح افراد {اربکیوں} کی جانب سے کی جاتی ہے۔ اس کے ایک روز بعد صحافیوں کی یونین نے خبر دی کہ دو صحافیوں کو حکومتی اہلکاروں کی جانب سے گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا گیا ہے جس میں وہ شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

افغانستان کے صحافیوں کے قومی اتحاد نے ایک اخبار سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ دو دنوں میں اٹارنی جنرل کے حکم پر ایک صحافی کو گرفتار کیا گیا ہے جس پر بعد ازاں پولیس نے سخت تشدد کیا۔ اسی طرح گذشتہ ہفتہ میں ایک صحافی کو کابل میں پروان کے گورنر کی حکم پر سرعام زدوکوب کیا گیا۔

انسانی حقوق کا دفاع کرنے والوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی توہین:

گذشتہ بارہ سالوں میں جارحیت پسندوں کے ہاتھوں انجام دیے جانے والے جنگی جرائم کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن جارحیت پسندوں کے حامی ایک عالمی اداروں نے ہمیشہ ان کے جرائم پر آنکھیں بند رکھی ہیں اور بلا کسی دلیل اور سند کے اس طرح کے واقعات مجاہدین سے منسوب کیے جاتے ہیں۔

احترام انسانیت کے تقاضوں کو پامال کرنے کے سلسلے میں 31 اگست کو ذرائع ابلاغ نے ایک شہید کا ہاتھ کاٹ دینے کی خبر نشر کی۔ یہ خبیث عمل آسٹریلیائی فوجیوں کے ہاتھوں انجام پایا۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ جارحیت پسند مجاہد کا کاٹا ہوا ہاتھ اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے۔ یاد رہے یہ واقعہ اپریل کے مہینے میں صوبہ زابل میں پیش آیا۔

اگرچہ آسٹریلیائی صدر نے اطمینان دلایا تھا کہ ہر پہلو سے واقعے کی تحقیق و تفتیش کر کے مجرموں کو کیفر کردار پہنچائیں گے۔ لیکن گذشتہ بارہ برس میں دیکھا گیا ہے کہ جنگی مجرموں پر چلنے والے مقدمے محض نمائشی ہوتے ہیں۔ ان مقدمات میں چند ایک کو جزوی سزائیں دی گئی ہیں۔

ماخذ:

ملکی اور غیر ملکی ویب سائٹس، امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی ماہانہ رپورٹ، عوامی شہداء کے بارے میں امارت اسلامیہ کی ماہانہ رپورٹ، ہفتہ بھر کے اہم واقعات۔

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کی ہلاکتیں	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	143	2	18	2	156	41	55	7		2
-2	ہلمند	218	5	60	15	507	238	95	11	24	3
-3	غزنی	70		12	10	148	84	21	5	4	
-4	خوست	44				31	33	11			
-5	نورستان	3				3	2				
-6	میدان وردگ	118	2	9	10	239	130	104	8	1	1
-7	کونڑ	119				257	163	28	6	3	
-8	پکتیکا	51	2			83	54	24	5	8	2
-9	زابل	128				187	51	92	1	5	
-10	لوگر	81	1	36	12	131	115	20	6	5	1
-11	کاپیسا	26		3		73	36	8			
-12	روزگان	56				102	42	19	8	2	
-13	پکتیا	108		3	1	134	101	33	1		
-14	فراہ	31		2	3	51	45	10	6	8	
-15	کابل	28		7	9	40	22	13			
-16	ننگرہار	118	1	24	25	152	211	204	5	10	
-17	لغمان	25				30	30	10	1		
-18	ہرات	48		33	15	90	56	50	11	1	
-19	نیمروز	27				38	25	4			
-20	بادغیس	15				27	19	6		2	
-21	قندوز	65		4		121	80	15	4	10	
-22	بغلان	17				20	14	3		3	
-23	فاریاب	26				100	47	12	4	5	
-24	غور	16			4	53	7	1		4	
-25	پروان	31		5		39	10	10		1	
-26	تخار	3				3	5				
-27	سمنگان	1				8		1			
-28	بدخشان	23				145	133	7	10	11	
-29	بامیان	2				1	1				
-30	بلخ	7				8	9	3			
-31	سرپل	6				11	8	5		1	
-32	دائی کنڈی	5				8	8	2		1	
-33	جوزجان	18				26	15	3	3	1	
-34	پنج شیر										
مجموعہ		1677	13	216	106	3022	1835	869	102	110	9

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- اروزگان میں ایک ہیلی کاپٹر 2 -پکتیا میں ایک ڈرون طیارہ۔ 3: ننگرہار میں 8ڈرون طیارہ 2ہیلی کاپٹر

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

میرے ہم وطن مؤمنو اور مجاہد بھائیو!

آپ جانتے ہیں کہ وطن عزیز افغانستان تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، گزشتہ بارہ برس میں شکست کا مزہ چکھنے والا دشمن اب نئی منصوبہ بندی اور خفیہ چالوں میں مصروف ہے۔ مگر اللہ کے فضل سے ہم بھی دشمن کی ان سازشوں سے غافل نہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ تمام افغانوں پر مشتمل آزاد اور عادلانہ اسلامی نظام ہی ہماری قوم کے لیے سعادت اور خوشحالی کی راہ ہموار کر سکتا ہے، ہم اپنی مسلمان قوم کی حمایت جاری رکھے ہوئے ہرگز کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ قومی یا صوبائی بنیادوں پر افغانستان کی تقسیم کا خواہاں ہو۔ ہماری دیندار قوم ملکی سرزمین کی وحدانیت کی تحفظ اور ایک ایک انچ کے دفاع کو اپنا فرض منصبی گردانتی ہے، اور انھیں اس بات کا یقین ہے کہ باہمی اتحاد اور اپنے مجاہد سپوتوں کے ساتھ تعاون واجباتِ دینیہ میں سے ہے، اور وطن کی آزادی اور خود مختاری کا تحفظ اس کا شرعی اور اسلامی حق ہے۔ اسی طرح ہماری مسلمان قوم 2014ء کے انتخابات کے نام سے دھوکہ دہی کے اس ڈھونگ میں حصہ لینے کی بھی ہرگز روادار نہیں۔ اس لیے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان انتخابات کا نتیجہ افغانستان میں ان کے انعقاد سے پہلے ہی واشنگٹن میں طے پایا جا چکا ہے۔ جہاں عوامی رائے کی کچھ بھی پاسداری نہیں کی گئی ہے۔ لہذا ایسے انتخابات میں حصہ لینا گویا وقت کے صریح ترین ضیاع کے مترادف ہے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

2nd Year October November 2013

اس خاک میں ہر متکبر دماغ اور ہر مغرور ٹیکنالوجی اوندھے منہ نظر آئی۔